Sheld By Devi Dyal 1906 G.K.V.

اس کتاب کی خریداری کی جملہ درخواستیں منیجر امپیریل بک ڈپو چاندنی چوک دہلی کے پتہ پر آنی چاہییں

"پیر شو بیاموز"

BEE CULTURE IN INDIA

شہد

مصنفہ

لالہ دیوی دیال صاحب

جسکو

منیجر صاحب امپیریل بک ڈپو

افادۂ عام طبع و شایع

سنہ ۱۹۰۶ء

یریل بک ڈپو دہلی میں باہتمام لالہ جیون لال صاحب منیجر کارخانہ طبع گردید

بار اول تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت بلا محصول ڈاک ۶/

دیباچہ

عام طور پر زراعت کے معنی کھیتوں میں صرف اناج۔ کپاس۔ [illegible]
وغیرہ کی کاشت سمجھے جاتے ہیں۔ در اصل یہ غلطی ہے۔ فن زراعت
کا مفہوم اور مقصود بہت وسیع اور شاخ در شاخ ہے اسکے اسقدر
مختلف حصّے اور صیغے ہیں کہ جن کے اگر نام ہی ضبط تحریر میں
لائے جاویں تو ایک طُول طویل فہرست مُرتب ہو سکتی ہے +
شہد کی مکھیاں پالنا اور اُن سے تازہ خوشبو دار اور خالص
شہد حاصل کرنا فن زراعت کا ایک صیغہ ہے جس سے فی زمانہ
اہل ہند بہت ہی کم واقف ہونگے۔ اِسمیں شبہ نہیں ہے کہ
صدیوں سے ابتک اِس مُلک کے پہاڑی علاقوں میں باقاعدہ
(گو وہ قاعدہ اصلاح و ترقی طلب ہو) شہد کی مکھیاں پالی جاتی
ہیں اور اُن کے چھتّے شادیوں کی تقریبوں پر جہیزوں میں دیئے
جاتے ہیں۔ مگر میدانوں کے زراعت پیشہ اور تعلیمیافتہ اصحاب
جہاں تک میرا قیاس ہے اِس فن سے بہت ہی کم ماہر ہیں +
اِس کتاب کے ملاحظہ سے یہ واضح ہو جاویگا کہ شہد کی
مکھیوں کا پالنا زراعت و چمن بندی سے براہ راست تعلق رکھتا

ہے۔ بلکہ انگریزی زبان میں شہد کو کھیتوں اور باغوں کی دوسرے درجہ
کی پیداوار کہا جاتا ہے۔ جسکے حاصل کرنے میں کچھ زیادہ تردّد اور
محنت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فصل بآسانی اور بلا صرف زر طیّار
ہو جاتی ہے +

ایک عرصہ ہوا میںنے ایک جگہ شہد کی مکھیّوں کے چھتّے بہت
ہلکی اور دیر پا لکڑی کے بنتے دیکھے تھے۔ یہ مسٹر ہاروے صاحب
سابق انسپکٹر مدارس حلقۂ جلندھر اپنے لئے طیّار کرا رہے تھے۔
زاں بعد مجھے معلوم ہوا کہ اُنہیں شہد کی مکھیّاں پالنے کا خاص
شوق ہے۔ اِن کے دفتر کے کتب خانہ میں بھی اِس فن کی کئی انگریزی
کتابیں تھیں۔ اُس وقت مجھے اس جانب توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔
کچھ عرصہ بعد میںنے انگریزی اخبارات و رسالجات میں پڑھا کہ ممالک یورپ
میں اِس شاخ زراعت کی اصلاح و ترقّی کے لیئے جابجا باقاعدہ
انجمنیں ہیں۔ جنھیں **بی ماسٹرس ایسوسی ایشن**[۱] کہتے ہیں۔
جو صاحب شہد کی مکھیّاں پالتے ہیں یا اِس صیغہ کے ماہر ہوتے
ہیں وہ **بی ماسٹر**[۲] کہلاتے ہیں۔ بڑی شہد کی مکھیّوں کی (جنھیں
اُن کی ملکہ[۳] کہا جاتا ہے اور جن کا کام زیادہ تر مکھیّاں پیدا کرنا ہے)
اچھی خاصی تجارت ہوتی ہے۔ شہد کی مکھیّوں کے چھتّے اور آلات
وغیرہ ہر سال لاکھوں روپے کے طیّار ہوکر فروخت ہوتے ہیں۔
نیز اِس فن کے رسالجات اور اخبارات کثیر تعداد میں شائع ہوتے

[۱] Bee Masters associations. [۲] Bee-master [۳] Bee Queen

ہیں جنھیں زراعت پیشہ اصحاب بالخصوص نہایت شوق سے پڑھتے ہیں +

ممالک یورُوپ کے دیہات میں تازہ شہد اور نان پاؤ کی تواضع ایک بڑی تواضع سمجھی جاتی ہے۔ انگریزی کتابیں جو بچّوں کے لیئے لکھی جاتی ہیں اُن میں شہد کی مکھیوں کا جا بجا ذکر آتا ہے۔ مکھیوں کی روز مرّہ کی کارروائیوں کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کر کے اُن سے اعلیٰ درجہ کے اخلاقی نتائج نکالے جاتے ہیں مثلاً انتظام خانہ داری۔ انتظام سلطنت۔ محنت۔ دُور اندیشی وغیرہ۔ باغات میں اکثر یوروپین لیڈیاں اپنے بچّوں کو پھُولوں کی کیاریوں کے پاس (جن میں شہد کی مکھیاں اپنے کام میں مصروف ہوتی ہیں) کھڑا کر کے یہ سمجھایا کرتی ہیں کہ مکھیاں کس طرح سے شہد چُوستی ہیں۔ پھر اُنھیں اُن کے چھتّوں کے قریب لیجا کر مکھیوں کی نسبت بہت سی باتیں دلچسپ پیرایہ میں اُن کے ذہن نشیں کرتی ہیں۔ اس طرح بچّوں میں ابتدا سے ہی قُدرت کے مشاہدہ کی عادت جاگزین ہو جاتی ہے +

فن زراعت و چمن بندی کے متعلق سلسلہ وار کتابیں لکھنے کے ضمن میں مجھے یہ امر بالتحقیق معلوم ہوا کہ ہمیں جو یہ قسم قسم کے پھل۔ پھُول۔ اناج اور ترکاریاں وغیرہ میسّر آتی ہیں اُن کے پیدا کرانے میں بڑا حصّہ شہد کی مکھیوں کا بھی ہے۔ اگر یہ نر اور مادہ پھُولوں کی زردی کا باہمی تبادلہ نہ کریں تو بار آوری محال ہے۔

Pollen

گو یہ کام ہوا چیونٹیاں اور کئی قسم کی اور مکھیاں بھی کرتی ہیں
مگر یہ بالکل صحیح ہے کہ جس عمدگی - صفائی اور لیاقت کے ساتھ شہد کی
مکھیاں یہ کام کرتی ہیں اور کوئی نہیں کرسکتا ¶

شہد کی مکھیوں کے پالنے کے بارہ میں ابھی میں غور ہی
کر رہا تھا کہ میری نظر سے ایک ایسی کتاب گزری جس سے اس ملک
کے ہر ایک حصّہ کی شہد کی مکھیوں (جنگلی اور پالتو) کی قسمیں۔
اُن کے مسکن - اُن کی عادات - صفات اور شہد اور موم نکالنے
کے طریق - اور اِن اشیاء کی تجارت کے مفصّل حالات بخوبی تمام
واضح ہو گئے - یہ کتاب کیا تھی شہد اور شہد کی مکھیوں کے بارہ
میں مختلف صوبجات کی عرضداشتوں کا مجموعہ تھا جسے گورنمنٹ عالیہ
ہند نے یکجا ترتیب دیکر ۱۸۸۱ء میں سرکاری طور پر شائع کردیا تھا
در اصل یہ مجموعہ سرکاری محکمہ تار برقی کے ایک انگریز افسر کی تحریک
کا نتیجہ تھا - ایک مرتبہ جب یہ صاحب رخصت پر انگلستان میں تھے
تو اُنھوں نے وہاں وزیر ہند (سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا) کی خدمت
میں ایک چٹھی ارسال کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ راقم نے شہد اور شہد
کی مکھیاں پالنے کی نسبت ہر پہلو سے غور کیا ہے - اِس کام کو
خود عملی طور پر کرکے دیکھا ہے - اِس فن میں عرصہ کی مشق سے بہت
کچھ مہارت پیدا کرلی ہے - بالآخر یہ رائے قائم کی ہے شیرینی اہل
ہند کی خوراک کا ایک جزو ہے - شیرینی کے لئے سوائے نیشکر کے -

اور کسی چیز کی کاشت نہیں کرتے خالص شہد اگر ارزاں اور افراط سے اُنہیں میسّر آنے لگے تو اُس کی قند زیادہ استعمال ہونے لگے گی۔ شہد کی قریب قریب کُل مقدار اِس وقت جنگلی مکھیوں کے چھتّوں سے بڑی بری طرح سے حاصل کیجاتی ہے۔ شہد کی مکھیاں پالنے کے لیئے ہندوستان عین موزوں ہے اور اس مقصد میں یہاں کامیابی بدرجۂ کمال ہوسکتی ہے۔ سرسوں اور اِس کی مختلف اقسام کی یہاں بکثرت کاشت کی جاتی ہے - سرسوں اور اقسام سرسوں کے پھُولوں سے شہد بافراط برآمد ہوسکتا ہے۔ اِن حالات اور اسباب کی موجودگی میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس فن کی دلچسپ پیرایہ میں اشاعت سے اہل ہند اور یوروپین اصحاب کی توجّہ اس جانب منعطف کرائی جاوے۔ اخیر میں صاحب موصوف نے یہ بھی ظاہر کر دیا تھا کہ اِس تحریک کے پردہ میں ہرگز کسی نوع کے ذاتی اغراض پنہاں نہیں ہیں اور نہ ذاتی نفع کے لیئے کسی قسم کی تجارت مدِنظر ہے۔ محض اہل ہند کے فائدے اور بہتری کی نیّت سے یہ سِلسلہ جُنبانی کی گئی ہے ؂

میرا خیال یہ ہے کہ لاکھ دو لاکھ میں ایک ہندوستانی بھی شاید ہی اس خیر خواہ ہند کے نام سے واقف ہو - اُن کی مبارک تحریک سے جو نتیجہ برآمد ہوا تھا وہ ناممکن ہے کہ بے سُود ثابت ہو۔ اِس کا بارآور ہونا لازمی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جلد یا کسیقدر دیر میں

حصولِ شہد اور شہد کی مکھیوں کی کاشت کے متعلق ایسے محبِ ہند کی کوششوں کی کیفیت اپنے ہموطنوں کے روبرو پیش کرنے کا مجھے عرصہ سے خیال تھا۔ خوش قسمتی سے پچھلے دنوں اس ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیئے مجھے کچھ وقت مل گیا تھا۔ یہ اوراق اُسی خیال کے نتائج ہیں۔ اِسمیں شبہ نہیں ہے کہ یہ خدمت ناچیز ہے مگر قیاس غالب یہ ہے کہ محض فضول قرار نہیں دی جاویگی +

ہر سال لاکھوں روپیہ کا شہد خوبصورت اور پُرنقش ونگار بوتلوں میں بند ہوکر ممالک انگلستان اور امریکہ سے ہندوستان میں آتا ہے اور یہ بہت گراں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ مینے ایسے یوروپین اصحاب کی جنھیں شہد کے بارہ میں کامل تجربہ حاصل ہے آرائے پڑھی ہیں۔ اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کی کئی قسم کی جنگلی مکھیوں کا شہد بھی یوروپ کے اعلےٰ درجہ کے شہد سے کسی حالت میں کمتر نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں اگر کہا جاوے کہ اُن پر سبقت لیجاتا ہے تو مبالغہ میں داخل نہیں ہوگا۔ اگر انہیں مکھیوں کی باقاعدہ کاشت کیجاوے تو کیا بات ہے۔ شہد لاثانی حاصل ہوگا۔ صوبۂ بمبئی کی بعض اقسام کی مکھیوں کی نسبت یہ رائے دی گئی ہے کہ انہیں ممالک یوروپ میں بھیجنا چاہیئے وجہ یہ ہے کہ وہاں ایسی اچھی مکھیاں نہیں پائی جاتیں۔ اِن اسباب کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ملک نفیس شہد کے خریداروں کی ضرورت پورا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اِسوقت

شہد کی تجارت کسی شمار و قطار میں نہیں ہے۔ جاہل اشخاص جنگلی
شہد کی مکھیوں کے چھتے بُری طرح سے نچوڑ کر گھڑوں میں بھر لاتے
ہیں۔ یہ شہد جس میں موم وغیرہ کثافتیں شامل ہوتی ہیں ارزاں قیمت
پر قرب و جوار کے تجاروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ تجار
دوکانداروں کو دیدیتے ہیں۔ بالعموم ہمارے پنساری شہد بیچتے ہیں۔
اکثر ان میں سے زاید نفع کی طمع سے اس میں اور کئی چیزیں ملا
دیتے ہیں۔ غرض شہد کے شائق ان سے خریدنے میں تامل فرماتے
ہیں۔ وجہ معقول ہے +

مسٹر لین ڈالی کس نے بھی اپنی ایک انگریزی کتاب میں
شہد کی مکھیاں پالنے کی نسبت مختصر ہدایات لکھی ہیں۔ ان کا خلاصہ
حسب موقعہ انہیں اوراق میں پیش کیا جاویگا +

اثناء سیر باغات میں میرے ذاتی مشاہدہ میں آیا ہے کہ شہد کی جنگلی
مکھیاں موسم بہار کے آغاز یعنے ماہ فروری میں خود بخود بیسیوں چھتے
بنا لیتی ہیں۔ یہ درختوں کی شاخوں کے ساتھ معلق ہوتے ہیں اگر
باغات میں ان کی خوراک اور شیریں پانی کافی ہوتا ہے تو سب چھتے
بدستور قایم رہتے ہیں ورنہ گم ہو جاتے ہیں۔ بڑی مکھیاں اپنے چھتے
بالخصوص بڑے بڑے درختوں پر بناتی ہیں۔ مثلاً پیپل۔ مہوہ۔ چیڑ۔
آم۔ املتاس وغیرہ۔ یہ چھتے اکثر جسامت میں بڑی بڑی مشکوں کے
برابر ہو جاتے ہیں اور درختوں میں لٹکے ہوئے خوشنما معلوم ہوتے ہیں

بڑی مکھیوں کا ڈنک غضب کا ہوتا ہے۔ بیجا چھیڑنے پر جب یہ غصّہ میں آکر کسی پر حملہ کرتی ہیں تو اُس پر آفت آجاتی ہے۔ چھوٹی مکھیاں بے آزار ہوتی ہیں۔ یہ اپنے چھوٹے چھوٹے چھتّے زیادہ تر بیلوں اور پست قامت پودوں اور درختوں کی شاخوں کے ساتھ بناتی ہیں تھور کی باڑ انگور کی بیلوں۔ کیوڑہ کے درختوں اور گلاب کی ٹہنیوں کے ساتھ اِن کے چھتّے اکثر مُعلّق نظر آتے ہیں۔ بعض اشخاص مکھیوں کو ہاتھ سے علیحدہ کرکے اُن کا شہد اُنگلیوں سے چاٹ جاتے ہیں اور یہ بیچاری اُن کا مُنھ دیکھتی رہ جاتی ہیں +

یہ صحیح ہے کہ پہاڑوں میں شہد کی مکھیوں کی خوراک قدرتی طور پر لا انتہا ہوتی ہے اس لیئے وہاں سے شہد بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس شہد میں کچھ نقص بھی ہوتے ہیں۔ خاص خاص موسموں میں خاص خاص اقسام کے پھول پھولتے ہیں۔ جنگلی مکھیاں اِن سے شہد چُوس کر اپنے چھتّوں میں بلا تمیز جمع کر لیتی ہیں۔ بعض پھولوں کا شہد تُرشی مایل ہوتا ہے۔ بعض کا کچھ اور ہی ذائقہ رکھتا ہے۔ مختلف ذائقوں کے خلط ملط ہو جانے سے یہ شہد قابل تعریف نہیں رہتا۔ تاثیر میں بھی کسیقدر تغیّر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سُننے پڑھا ہے کہ بعض جنگلی شہد ایک حد تک نشہ آور ہوتے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ ایسے پھولوں سے بر آمد ہوتے ہیں کہ جن میں نشہ آوری کا خاصہ ہوتا ہے یا جن میں قدرے زہریلا مادّہ پایا جاتا ہے۔ اِس

دیباچہ میں یہ امر وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا گیا ہے کہ انسان
کو یہ قدرت کامل طور پر عطا کی گئی ہے کہ دودھ دینے والے مویشیوں
کی طرح شہد کی مکھیوں کو پال کر اُن سے اعلےٰ درجہ کا خوش ذایقہ۔
شیریں۔ اور خوشبودار شہد روز مرّہ یا حسب ضرورت حاصل کرسکے
جس طرح اکثر اصحاب بازار یا گھوسیوں کے ہاں کا دودھ پینا پسند
نہیں کرتے۔ اِسی طرح ممالک یوروپ میں جنگلی شہد کی زیادہ قدر نہیں
کیجاتی۔ وہاں بی ماسٹر (وہ اصحاب جو شہد کی مکھیاں شوقیہ یا
بغرض تجارت پالتے ہیں) جن پھولوں سے چاہتے ہیں شہد نکلوا
لیتے ہیں۔ اِس میں آمیزش مطلق نہیں ہوتی۔ پھولوں کی کیاریوں
یا گملوں کے اوپر چھتے لگا کر چاروں طرف اور اوپر نیچے خوشنما لوہے
کی جالی تان دی جاتی ہے تاکہ مکھیاں باہر نہ جاسکیں۔ جالی کے اندر
پھولوں کے قریب صاف اور شیریں پانی بھی طشتریوں میں بھر کر
رکھ دیا جاتا ہے۔ اِنھیں دو چیزوں کی مکھیوں کو ضرورت ہوتی ہے
جب یہ دونوں پاس ہی ملجاویں تو دُور جانے کی تکلیف وہ کیوں
گوارا کریں۔ ہمارے پہاڑوں میں بھی موسم سرما میں جبکہ سردی شدّت
سے پڑتی ہے اور مکھیاں باہر جانے سے معذور ہوتی ہیں تو پہاڑی
اپنی پالتو مکھیوں کو گڑ اور آٹا پانی میں گھول کر دیتے ہیں۔ شیرہ بھی
مکھیوں کو دیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی قدیم طبابت (ویدک) کے بعض
نسخوں میں خاص خاص پھولوں (بالخصوص آبی پھولوں) کے خالص

شہد کے شامل کرنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ یہ بات کیونکر حاصل ہوسکتی ہے۔ جب تک کہ مکھیوں کے گھیرنے کا انتظام نہ کیا جاوے چونکہ اِس مُلک میں شہد کی مکھیاں پالنے کا دستور زمانہ سلف سے جاری ہے اِس لیئے سراسر ممکن ہے کہ جال تاننے کی ترکیب سے بھی اِس کام کے کرنے والے واقف ہوں ۔

یورو پین بی ماسٹروں نے متواتر تجربات سے یہ امر دریافت کرلیا ہے کہ کن پھولوں سے مکھیاں شہد کی بہت زیادہ مقدار حاصل کرسکتی ہیں۔ تخم فروش ان پھولوں کے بیجوں کے پولندے فروخت کرتے ہیں۔ شائقین حسب ضرورت چھوٹے بڑے پولندے طلب کرسکتے ہیں +

تکمیل مضمون کے لحاظ سے اُن پودوں کے نام بھی لکھدیئے جاتے ہیں جن کے پھولوں سے کثیر مقدار میں شہد بر آمد ہوتا ہے انہیں دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے **ایک** وہ پودے جو گلشن میں لگائے جاسکتے ہیں۔ **دوسرے** وہ جو ترکاریوں اور خوشبودار مصالحہ جات کی کیاریوں میں کاشت کیئے جاسکتے ہیں +

(۱) برائے گلشن

ALYSSUM MARITIMUM. — الیس سم مے رمی ٹی مم

ARABIS ALPINA — اے ربے بس ال پائی نا

CALLIQPSIS, BICOLAR. — کے لی آپ سس بائی کلر

CALIOPSIS, CORONATA.	کے لی آپ سِس کورو نے ٹا
Do, DRUMMONDii	″ ″ ڈرم منڈی
CANDY TUFT, WHITE ROCKET.	کین ڈی ٹفٹ وہائیٹ راکٹ
Do. EMPRESS.	″ ″ امپرس
Do. DUNNET'S CRIMSON.	″ ″ ڈن نٹ کرمزن
Do. ALBIDA.	″ ″ ال بائی ڈا
Do. LILACINA	″ ″ للے سی نا
CLARKIA INTEGRIPETALA.	کلارکیا ان ٹگ ری پی ٹیلا
Do. PULCHELLA.	″ ″ پُل چے لا
DAHLIA SINGLE MIXED	ڈہلیا۔ سِنگل مکسڈ
FRENCH HONEY SUCKLE.	فرینچ ہنی سکل
LIMNANTHES DOUGLASii.	لم نن تھس ڈاؤگلے سی
SUNFLOWER- TALL.	سَن فلاور ٹال
Do. DWARF.	″ ″ ڈوارف
SWEETPEAS- MIXED.	سوئیٹ پیز مکسڈ
LARKSPUR- DWARF ROCKET	لارک سپر ڈوارف راکٹ
SWEET SULTAN- WHITE.	سوئیٹ سلطان وہائیٹ
Do. PURPLE.	″ ″ پرپل
WALLFLOWER, SINGLE YELLOW.	وال فلاور سنگل یلو

WALL FLOWER BLOOD RED. .... وال فلاور بلڈ رڈ

Do. .... „ VIOLET. .... " " وایولٹ

(۲) سبز ترکاریوں کے خطّہ کیلئے

BALM. .... بام

SWEET BASIL. .... شوئیٹ بے سل

BORAGE .... بوریج

HYSSOP .... ہس سیٔپ

MARJORAM-POT. .... مارجورم پاٹ

Do. .... SWEET. .... " " سوئیٹ

SAGE. .... سیج

SAVORY, SUMMER. .... سیو وری سمر

Do. .... WINTER. .... " " ونٹر

THYME. .... ٹائیم

نیز شہد کی مکھیوں کے چھتوں کے قریب اگر کلوور ال سائیک (Clover-Al-sike) اور کلوور وہائٹ ڈچ (Clover White Dutch.) بو دی جاوے تو عین موزوں اور مفید مطلب ثابت ہوگی۔ یہ شے در اصل چارہ کی غرض سے کاشت کیجاتی ہے۔ المختصر شہد کی مکھیوں کا ہمارے کھیتوں اور باغوں کیساتھ براہ راست تعلق ان کی باقاعدہ کاشت اور غور پرداخت علاوہ تفریح طبع اور دلچسپ شغل کے مفاد انگیز بھی ہوسکتی ہے +

دیوی دیال۔

باب اوّل

دیباچہ میں مسٹر ڈوگلس کی عرضداشت کا جو اُنھوں نے وزیرِہند (لندن) کی خدمت میں شہد کی مکھیوں کی کاشت کے بارہ میں ارسال کی تھی خلاصہ درج کر دیا گیا ہے۔ اِس موقعہ پر اعادہ کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ صاحب موصوف کی اِس جانب توجّہ بیغرضانہ تھی اور وہ صدق دل سے خواہاں تھے کہ یہ سلسلہ عمدگی کے ساتھ ہندوستان میں جاری ہو جاوے تا کہ اہل ہند اس سے مُستفید ہو سکیں۔ وزیر ہند کے دفتر سے صاحب موصوف کو یہ جواب دیا گیا تھا کہ جہانتک دریافت کیا گیا ہے شہد کی مکھیوں کی کاشت کے متعلق کاغذات موجود نہیں ہیں۔ مگر ساتھ ہی اُنھیں یہ پتہ دیدیا گیا تھا کہ مسٹر وُڈ بری (اگزی ٹر) اِس مضمون سے خاص شوق رکھتے تھے اور اُنھوں نے اِس کی نسبت بہت کچھ تحقیقات کی تھی۔ چُونکہ مسٹر وُڈ بری فوت ہو چکے تھے۔ لہذا اُن کے خسرپورہ مسٹر ایلس (اگزی ٹر) سے تحقیق حالات کے لیئے ایماء فرمایا گیا تھا ؁

مسٹر جارج برڈ وُڈ صاحب (بعدہٗ سر جارج برڈ وُڈ) اُس زمانہ میں وزیر ہند کے دفتر (انڈیا آفس لندن) میں صیغۂ مال کے ایک ذی رتبہ کارکن تھے۔ اُنھوں نے مسٹر ڈوگلس کی عرضداشت پر خاص توجہ فرماکر اُسپر اپنی جانب سے مختصر کیفیت لکھی تھی جسکا لب لباب یہ تھا کہ ہماری

رائے میں یہ مضمون نہایت مُفید دلچسپ اور منفعت انگیز ہے۔ اگر دلی توجہ کے ساتھ ہندوستان میں اس کے متعلق مناسب کارروائی کی جاوے تو یہ سراسر فیضرسان ثابت ہوگا۔ نیز اُنھوں نے یہ ظاہر فرمایا تھا کہ عرصہ قریب بیس سال کے ہوا اِسی مضمون پر ہماری مسٹر وُڈبری مرحوم سے خط وکتابت ہوئی تھی یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ تھا۔ مسٹر وُڈ بری کی رائے ہندوستان کی شہد کی مکھیوں کی نسبت اعلےٰ تھی۔ وہ اِس امر کے خواہاں تھے۔ کہ ہندوستان کی مکھیوں کی انگلستان میں کاشت کی جاوے۔ سر جارج نے اِس ضمن میں مور کرافٹ صاحب کا بھی حوالہ دیا تھا جنھوں نے اپنے سفرنامہ کشمیر میں یہ لکھا ہے کہ اِس علاقہ میں صدیوں سے شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں۔ گھر کی دیواریں بناتے وقت اُن میں بڑے بڑے سُوراخ دار پار رکھ لئے جاتے ہیں۔ اندر کی جانب سے یہ چوڑے اور چپٹے ٹھیکروں سے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ باہر کی جانب بقدر ضرورت کھُلے رکھتے ہیں۔ اِنہیں سُوراخوں میں شہد کی مکھیاں اپنے چھتّے بنا لیتی ہیں۔ اِن مکھیوں کا شہد خالص صاف شفّاف اور شیریں ہوتا ہے۔ اخیر میں سر جارج نے اپنا ذاتی تجربہ قلمبند کیا تھا کہ صُوبہ بمبئی کی مکھیوں کا شہد نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہوتا ہے ✣

بالآخر وزیر ہند نے مسٹر ڈوگلس کی عرضداشت اپنے مراسلہ کے ہمراہ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ارسال کی اور ایماء فرمایا کہ اِس بارہ

ہیں کماحقہٗ تحقیقات کی جاوے - اِس ارشاد کی تعمیل میں مسٹر اڈورڈ
بک (بعد سر اڈورڈ بک) قایم مقام سکرٹری گورنمنٹ ہند (صیغۂ مال)
نے وزیر ہند کے مراسلہ اور مسٹر ڈوگلس کی عرضداشت کی نقل گورنمنٹ
مدراس - بمبئی - بنگال ممالک متحدہ - پنجاب - و چیف کمشنران برٹش
برھما - ممالک متوسط - آسام - کورگ - اجمیر - برار - و معتمدان انڈین
میوزیم و رزیڈنٹ ہائے کشمیر - نیپال - حیدر آباد (دکن) میسور - و ایجنٹان
گورنر جنرل وسط ہند - راجپوتانہ اور بڑودھ کی خدمت میں ترسیل
فرماکر مفصل کیفیت طلب فرمائی +

مسٹر ڈوگلس نے اپنی عرضداشت میں مندرجۂ ذیل امور خصوصیت
کے ساتھ دریافت فرمائے تھے -

(ا) ہندوستان میں شہد کی کس قدر مقدار پیدا ہوتی ہے اور یہ
کس طرح ٹھکانے لگائی جاتی ہے - جس قدر مال ملک کے اندر فروخت
ہوتا ہے وہ کس نرخ پر - اور جسقدر ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے وہ کس
شرح پر - جو مال فروخت ہونے سے رہجاتا ہے وہ کیونکر صرف ہوتا ہے -
کیا ممالک غیر سے شہد آتا ہے - کیا باہر کے شہد کی مانگ رہتی ہے +

(ب) کیا شہد کی مکھیاں ہندوستان میں پالی جاتی ہیں - آیا
جنگلی مکھیوں کی عادات - مسکن - اور اُن کے چھتوں سے شہد نکالنے
کے طریقوں کی نسبت کچھ حالات معلوم ہیں ؟

(ج) اگر باقاعدہ پالی جاویں تو ہندوستان کی کس کس قسم کی

مکھیاں مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ آیا وہ ملک اٹلی کی سیاہ مکھیوں اور ممالک یوروپ کی دیگر اقسام کی مکھیوں کے مُشابہ ہیں۔ سرد ملکوں کی مکھیوں کے بالمقابل ہندوستان کے میدانوں کی مکھیوں میں کیا تفاوت ہے۔ نیز ہندوستان کے میدانوں کی آب و ہوا ممالک سرد کی مکھیوں پر کیا اثر پیدا کرتی ہے؟

گورنمنٹ پنجاب کی کیفیت کا خلاصہ

گورنمنٹ پنجاب نے حسب الایماء گورنمنٹ ہند اپنے صوبہ میں تحقیق حالات کی کوشش کی چنانچہ بوساطت صاحب فنانشل کمشنر ڈپٹی کمشنر ہزارہ۔ کانگڑہ۔ اور شملہ سے شہد اور شہد کی مکھیوں کے بارہ میں کیفیت طلب فرمائی گئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر شملہ کو یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر آپ کے ضلع کے کوئی یوروپین صاحب زمانہ حال کے سائنٹیفک طریق پر شہد کی مکھیوں کی کاشت کرنا چاہیں گے تو صاحب فنانشل کمشنر اُنہیں مصنوعی چھتے اور شہد نکالنے کے آلات وغیرہ بھیجدینگے۔ مگر جہانتک کاغذات مطبوعہ سے واضح ہوتا ہے مُفید مطلب جواب صرف بنّوں کے پادری میٹر صاحب نے دیا تھا۔ اُس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

جہانتک مجھے علم ہے ہندوستان میں پانچ اقسام کی مکھیاں پائی جاتی ہیں۔

قسم اول - عام جنگلی چھوٹی سیاہ مکھی ہے جسکے شکم کے وسط میں
نارنجی رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں - اُنکا ڈنک بہت تیز ہوتا ہے اور یہ
اپنے چھتّے درختوں کی شاخوں کے ساتھ بناتی ہیں - اِن کا شہد خالص
صاف اور نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے -

قسم دوم - بعینہ انگلستان کی شہد کی مکھیوں کے مُشابہ ہوتی ہے
البتہ رنگت میں زردی کسیقدر زیادہ پائی جاتی ہے - علاقہ بنّوں میں
یہ کمیاب ہے مگر جہاں ہوتی ہے وہاں یہ اپنے چھتّے درختوں کے
کھوکھلے تنوں کے اندر لگاتی ہیں +

قسم سوم - بڑی مکھّی ہے - اِس سے بڑی مکھّی پالنے کا پہلے موقعہ
نہیں ملا -

قسم چہارم - صرف لکھنؤ اور دہلی کے بڑے بڑے دروازوں
کی محرابوں کے اندر دیکھی گئی ہے - اور کہیں نہیں یقیناً اِس سے بڑی
مکھّی دُنیا کے پردہ پر کسی جگہ نہیں ہوگی ایک ایک چھتّے میں ایک
ایک ہنڈرڈ ویٹ سے زیادہ شہد ہوگا -

قسم پنجم - مینے نہیں دیکھی - مگر مینے اہل ہند کی زبانی سُنا ہے کہ ہوتی
ہے - یہ اپنے چھتّے زمین کے اندر بناتی ہے - غالبًا اِس کا شہد
اعلےٰ درجہ کا نہیں ہوتا ہوگا -

شہد کی مکھّیاں پالنے میں میری رائے میں سراسر نفع متصور
ہے مگر یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جبکہ مکھّیاں پالتو ہو جاویں - پالتو

مکھیوں سے یہ سلسلہ شروع کرنا اور بات ہے اور جنگلی مکھیوں سے بالکل اور۔ پالتو مکھیاں ضرر رساں نہیں ہوتیں اور بہت جلد مسکن گزین ہو جاتی ہیں۔ جنگلی مکھیوں میں جنگلی خواص ہوتے ہیں۔ ذرہ سی بے احتیاطی میں وہ اُڑ جاتی ہیں ذرہ بیڈھب ہاتھ یا کوئی شے لگ جاوے فی الفور حملہ کر دیتی ہیں۔ علی ہذا۔ تاہم یہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ اُن کی ذات سے فوائد کثیر حاصل کرنے میں مانع ہوں زمانہ حال کا علم اور نو ایجاد آلات اُن کو بہت جلد سدھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

عام لوگ جب میرے مصنوعی چھتّے اور شہد نکالنے کے طریق دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ کس صفائی کے ساتھ کام ہوتا ہے۔ کسی مکھی یا مکھی کے انڈے کو گزند نہیں پہنچتا۔ دیکھنے والے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ تمام مکھیاں میرے بس میں ہیں جیسا میں چاہوں کر سکتا ہوں۔ یہ دلی شوق سے اِس فن کے سیکھنے کے خواہاں نظر آتے ہیں۔ جب اُنہیں خوبصورت مصنوعی چھتّے اور جدید آلات دکھائے جاوینگے تو ذرا سا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ ششدر رہ جاوینگے۔

اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر میںنے یہ رائے قایم کی ہے کہ شہد کی مکھیاں پالنے کا علم نہونے کی وجہ سے لاکھوں مکھیاں ہر سال ضائع ہو جاتی ہیں۔ بالعموم اِس فن سے نا واقف لوگ شہد اُس وقت

نکال لیتے ہیں جبکہ نئی مکھیوں کے انڈوں سے برآمد ہونے میں دیر نہیں ہوتی۔ نئی مکھیاں اُڑ جاتی ہیں۔ کچھ ہاتھوں سے دب جاتی ہیں۔ چھتے کے خانے خراب ہوجاتے ہیں۔ بڑی مکھیاں جاڑے سے پہلے نئے چھتے طیار نہیں کرسکتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عموماً آٹھ ہزار مکھیوں میں سے جاڑے کے بعد بمشکل پانسو زندہ پائی جاتی ہیں۔ محض بڑی مکھیوں کی حد درجہ قوتِ تولید کی بدولت یہ پانسو بھی موسم بہار میں دکھائی دیتی ہیں ورنہ اس صورت میں خاتمہ میں کیا شک ہوسکتا ہے +

شہد کی مکھیوں کے دشمن کئی ہیں جن میں سے چھپکلیاں۔ مینڈک۔ بڑی اور چھوٹی بھڑیں (زنبور زرد و سرخ) انہیں موقعہ پاکر حد درجہ تنگ کرتی ہیں۔ چیونٹیاں۔ دیمک اور سیاہ کیڑے مکوڑے بھی انہیں دق کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے۔ ہندوستان میں شہد کی مکھیوں کے چھتوں کی چھتیں اور دیواریں دوہری ہونی چاہئیں۔ اِن دوہری چھتوں اور دیواروں کے درمیان یا تو لکڑی کا بُرادہ بھر دیا جاوے یا خالی رہنے دیں۔ غالباً کچھ عرصہ کے تجربہ کے بعد مٹی کے سوراخ دار چھتے زیادہ موزوں ثابت ہونگے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ شہد کی مکھیوں کی کاشت سراسر فائدہ کا کام ہے۔ اسکی ترقی کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ظہور میں آویگا کہ پھولوں اور نباتات کی کاشت خود بخود ترقی پذیر ہو جاویگی اس وقت بھی اقسام سرسوں **کلوور** سرس اور شیشم کے پھول بہت کام دیتے ہیں۔ مکھیاں اِن سے خوب شہد

چوستی ہیں۔ بازار کے موم میں جلی ہوئی مومی بتیوں کے سرے (جن میں خالص موم نہیں ہوتا) اور بتیوں کی رال کی (جو جلتے وقت بہکر شمعدان کے گرد جم جاتی ہے) آمیزش ہوتی ہے۔ اسی طرح بازار کے شہد میں بھی شیرہ یا شکر کا قوام شامل ہوتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں عام طور پر بازاروں میں خالص دستیاب نہیں ہوتیں

جناب چیف کمشنر صاحب اجمیر میواڑ کے جواب کا خلاصہ

تحقیقات سے واضح ہوا ہے کہ اس علاقہ میں شہد کی مکھیاں پالی نہیں جاتیں۔ جنگلات سے صرف جنگلی مکھیوں کا شہد آتا ہے اور وہی حسب ضرورت استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی پایا نہیں جاتا کہ کبھی کسی نے اس نواح میں شہد کی مکھیوں کی کاشت کی کوشش کی ہو +

جناب چیف کمشنر صاحب کورگ کے جواب کا خلاصہ

علاقہ کورگ میں ہر سال تخمیناً پچیس ۲۵ ہزار پونڈ[1] شہد پیدا ہوتا ہے۔ اس مقدار میں چودہ ۱۴۰۰۰ ہزار پونڈ پالتو مکھیوں کی پیدا وار سمجھنی چاہیئے۔ باقی گیارہ ۱۱۰۰۰ ہزار جنگلی مکھیوں کی۔ درجہ اول کا شہد بالاوسط چھ ۶ آنہ سیر اور دوم درجہ کا چار ۴ آنہ سیر فروخت ہوجاتا ہے

[1] ایک پونڈ وزن میں آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے +

عمدہ موم قریب نو آنہ سیر اور ادنےٰ قریب چھ آنہ سیر بک جاتا
ہے۔ محکمہ جنگلات ایک واجبی رقم پر جنگلی مکھیوں کے چھتوں سے
شہد نکالنے کا سالانہ ٹھیکہ دیدیتا ہے۔ اِس علاقہ میں ممالک اٹلی
اور امریکہ کی بعض اقسام کی مکھیوں کی کاشت کے بارہ میں رائے
دی جاتی ہے۔ فی الحال لوگ مٹی کے گھڑوں میں شہد کی مکھیاں
پالتے ہیں۔ انہیں اگر نئے چھتے دیئے جاویں تو کمال اصلاح و ترقی
متصور ہے۔ مُروجّہ طریق کاشت یہ ہے کہ موسم بہار میں جبکہ شہد
کی مکھیاں مجتمع ہو کر نقل مکان کیا کرتی ہیں دیہاتی لوگ بڑے
بڑے گھڑوں کو اُوپر سے دھُواں دیکر سیاہ کر دیتے ہیں۔ اِن کے
اندر موم۔ شہد یا شیرہ خوب مَل دیتے ہیں۔ نیز اُن کے پیندے
کے قریب پانچ چھ چھوٹے چھوٹے سوراخ کر دیئے جاتے ہیں۔ گھڑے
کا مُنہ ٹاٹ یا کسی مضبوط کپڑے سے باندھ دیتے ہیں اُن گھڑوں
کو وہ جنگل میں یا جنگلات کے کنارے کنارے اُونچی اور صاف
جگہ (جہاں دیمک اور کیڑے مکوڑوں کے گزند کا احتمال نہو) رکھ آتے
ہیں۔ یہ گھڑے سیدھے یعنے پیندے کے بل نہیں رکھے جاتے۔
بلکہ اُلٹے۔ گھڑوں کے مُنہ کے نیچے اینٹ یا پتھر رکھ دیئے
جاتے ہیں۔ موم اور شہد کی خوشبو سے شہد کی مکھیاں ان گھڑوں
کی جانب مائل ہوتی ہیں اور سوراخوں کے ذریعہ اندر داخل ہو جاتی ہیں
داخلہ کے بعد جب سب سامان انہیں حسب دلخواہ نظر آتا ہے تو وہ اُنہیں

یں اقامت گزین ہونے کی ٹھیرا دیتی جو لوگ گھڑے رکھتے ہیں وہ دوسرے تیسرے
برابر جاکر دیکھتے رہتے ہیں کہ مطلب برآری ہوئی یا نہیں۔ اگر شہد کی مکھیاں
اُنہیں اپنا مسکن بنالیتی ہیں تو آٹھ دس دن تک یہ گھڑوں کو ہاتھ تک
نہیں لگاتے۔ زاں بعد رات کے وقت اندھیرے میں کمبلوں میں لپیٹ کر
اپنے اپنے گھروں میں لے آتے ہیں۔ ایک ایک آدمی چار چار پانچ پانچ گھڑوں
میں شہد کی مکھیاں بسالاتا ہے۔ اِن گھڑوں کو گھروں میں لاکر یا تو چھجوں کے
نیچے رکھ دیا جاتا ہے یا کیلے کے درختوں کے نیچے۔ دن میں مکھیاں جنگلوں
یا گرد نواح کے پودوں اور پھولوں سے شہد لالا کر جمع کرتی رہتی ہیں۔
رات کو گھڑوں کے اندر اپنے چھتوں میں آرام کرتی ہیں۔ بالعموم ماہ
اپریل اور مئی جون میں شہد نکالا جاتا ہے۔ گھڑوں کے مُنہ پر سے
ٹاٹ وغیرہ کھول دیتے ہیں اور اُن کے پیندوں کو دھواں دینا
شروع کر دیا جاتا ہے۔ جب سوراخوں کے ذریعہ دھواں گھڑے کے
اندر پہنچتا ہے تو کچھ مکھیاں گھبرا کر مُنہ کے ذریعہ اور کچھ سوراخوں میں
سے اُڑجاتی ہیں اُنکے اُڑجانے کے بعد شہد بآسانی نکال لیا جاتا ہے
شہد نکال لینے کے بعد تھوڑا سا موم اور شہد گھڑوں کے اندر چھوڑ دیا جاتا
ہے اور پھر اُسی طرح ٹاٹ وغیرہ سے مُنہ بند کرکے گھڑے اُلٹے رکھدیئے
جاتے ہیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ شہد کی مکھیاں ذرا دیر بعد گھڑوں
میں واپس آکر بدستور اپنا کام شروع کر دیتی ہیں۔ اِس ترکیب سے
دیہاتی لوگ سال میں کئی مرتبہ شہد اور موم حاصل کر لیتے ہیں۔

اِن گھڑوں میں سے ہر ایک مرتبہ ڈھائی سیر سے لیکر پانچ سیر تک شہد اور پاؤ بھر سے سیر بھر تک موم بر آمد ہوتا ہے +

جناب رزیڈنٹ صاحب حیدر آباد دکن کے جواب کا خلاصہ

علاقۂ برار اور حیدر آباد (دکن) میں شہد کی مکھیوں کی کاشت کے بارہ میں تحقیقات کی گئی - تمام افسران کی عرضداشتوں سے یہ امر صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اِن علاقہ جات میں کہیں شہد کی مکھیاں نہیں پائی جاتیں - قُرب و جوار کے جنگلات سے جنگلی مکھیوں کا شہد آتا ہے اور یہی فروخت ہوتا ہے بڑی مکھیوں کا شہد اچھا نہیں ہوتا - دو چھوٹی قسم کی مکھیوں کا شہد بہت پسند کیا جاتا ہے +

گورنمنٹ مدراس کے جواب کا خلاصہ

جہاں تک دریافت ہوا ہے صوبۂ مدراس میں چھ قسم کی شہد کی مکھیاں پائی جاتی ہیں - یہ سب جنگلی ہیں اِن کی با قاعدہ کاشت نہیں کی جاتی جو لوگ اِن کے چھتوں میں سے شہد اور موم نکالتے ہیں وہ کچھ تو خود اپنے استعمال میں لے آتے ہیں - کچھ معمولی دکانداروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں - سب سے بڑی

شہد کی مکھیاں اپنے چھتے اونچے اونچے چٹانوں پر بناتی ہیں۔ ان
چھتوں میں سے شہد اور موم جنگلی لوگ ہی نکالتے ہیں یہ جنگلی
بیلوں کے ذریعہ جو مضبوط ہوتی ہیں چٹانوں کی چوٹیوں تک
چڑھ جاتے ہیں۔ گویا جنگلی بیلدار پودوں کو یہ اپنی سیڑھیاں
سمجھتے ہیں۔ دُھواں دینے کا سامان یہ اپنے ساتھ اوپر لے جاتے
ہیں۔ دھوئیں سے مکھیوں کو اُڑا کر شہد نکال لیتے ہیں یہ کُل
کارروائی اندھیری راتوں میں ۹ بجے بعد کی جاتی ہے۔ شہد کی مکھیاں
اس وقت تک جاگتی رہتی ہیں۔ اُن کے استراحت فرمانے کے
بعد یہ لوگ سب سے پہلے مشعلیں جلاکر چھتوں کے پاس تیز
روشنی کر دیتے ہیں خواب آلود مکھیاں چونک اُٹھتی ہیں۔ چھتوں
کے گرد چکا چوند کا عالم دیکھکر یکلخت پرواز کر جاتی ہیں۔ یہ کیفیت
ملاحظہ فرماکر وہ لوگ دُھواں کر دیتے ہیں تاکہ دوبارہ واپس نہ آجاویں
بڑے بڑے چاقوؤں سے چھتے چٹانوں سے جُدا کر کے ٹاٹ کے
تھیلوں میں بھر لیتے ہیں اور رسّوں کے ذریعہ اِن تھیلوں کو نیچے
لٹکا دیتے ہیں۔ ان کے ساتھی تھیلوں کو سنبھال لیتے ہیں۔ یہ
جنگلی آدمی اِن چھتوں کو موٹے کپڑوں میں نچوڑ کر شہد علیحدہ کر
لیتے ہیں مگر اس کی نفاست میں بہت بڑا فرق آجاتا ہے۔ موم کو
گرم پانی میں جوش دیکر علیحدہ نکال لیتے ہیں۔ زاں بعد اسے آگ
پر پگھلا کر ڈلے یا چادریں بنالی جاتی ہیں۔

در اصل بڑی مکھیاں خطرناک ہوتی ہیں اگر آدمی یا گھوڑے پر حملہ کرتی ہیں تو اُس کا کام تمام کئے بغیر دم نہیں لیتیں (گو ایسا اتفاق شاذ و نادر ہوتا ہے۔ شاید دس بیس سال کے اندر ایک یا دو ایسے وقوعے سُننے جاتے ہوں) دیگر اقسام کی مکھیاں درختوں کی شاخوں (اگر درخت کنارِ دریا ہوں تو بالخصوص ایسی شاخوں کے ساتھ جو عین آبِ رواں کے اوپر ہوں) مکانات کی اُلٹیوں یا کھوکھلے درختوں کے تنوں کے اندر اپنے چھتّے بناتی ہیں۔ بہت ہی چھوٹی قسم کی مکھیاں کسی طرح کا ضرر نہیں پہنچاتیں انہیں بآسانی تمام پالا جا سکتا ہے۔ صرف بڑی اقسام سے گزند پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے وہ بھی یا تو جب وہ دب جاویں یا زخمی ہو جاویں یا دنیں کوئی اُن کے چھتّوں کے قریب جا کر آگ سُلگا دے۔ دھواں کرے یا تمباکو کی بیڑیاں پیئے +

شہد کی قیمت مختلف مقامات پر مختلف دریافت ہوئی ہے یہ سوا آٹھ روپیہ سے لیکر سات روپیہ من تک بِک جاتا ہے۔ جنگلی لوگ محکمۂ جنگلات سے شہد نکالنے کا ٹھیکہ لیلیتے ہیں اور یہ کثیر مقدار میں اسے جمع کر کے منڈیوں میں بیچ دیتے ہیں +

تمام صوبے میں کہیں شہد کی مکھیاں پالی نہیں جاتیں۔ البتّہ یہ معلوم ہوا ہے کہ کوہ نیلگری پر دو ایک انگریز شوقیہ ایسا کرتے ہیں۔ یہ اکثر بجائے گھڑوں کے کاٹھ کے پیپوں میں مکھیوں کو بسا

لیتے ہیں۔ جن دنوں لو بے لیا کی قسمیں اِس پہاڑ پر پھُولتی ہیں۔ اُن دنوں شہد کا ذائقہ تلخ اور تیز ہوتا ہے۔ زبان پر رکھتے ہی چرپراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اسے حلق سے نیچے اتار لے تو متلی اور استفراغ کے علاوہ تیز مسہل ہو جانا معمولی بات ہے۔ مگر جن دنوں اقسام ناگیسٹر اور سٹرابی لن تھس پھولتے ہیں۔ اُن دنوں شہد ایسا نفیس اور خوشبو دار ہوتا ہے کہ شاید ہی کہیں رُوئے زمیں پر ہو۔ شہد کی مکھیاں دُور دُور سے اِن پھُولوں کا شہد چُوسنے آتی ہیں۔ اِن ایّام میں شہد کا نرخ بہت ارزاں ہو جاتا ہے +

بعض اقسام کی مکھیّاں اپنے چھتے لگانے کے لیئے سینبل۔ آم۔ اور اقسام انجیر کو (اقسام انجیر میں پیپل۔ برگد۔ گوُلر۔ وغیرہ سب شامل ہیں) زیادہ پسند کرتی ہیں یہ ایک قابل تذکرہ راز ہے کہ اکثر اشخاص بڑی شہد کی مکھیّوں کے چھتّوں کے پاس سے بھی گزرنا خالی از اندیشہ نہیں سمجھتے۔ مگر بعض ایسے ہیں کہ دن دوپہر بغیر دُھواں دیئے اِن مکھیوں کو ہاتھ سے علیحدہ کر کے شہد نکال لیتے ہیں۔ در اصل انہیں ڈھب ہوتا ہے اور وہ مکھیوں کے ساتھ نرمی سے سلوک کرتے ہیں۔ بالعمُوم شہد نئے چاند کے دن نکالا جاتا ہے۔ اس کام کے کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اِس دن چھتّے شہد سے لبریز ہوتے ہیں۔ جنوبی کنارا کے افسر جنگلات کی تحریر سے واضح

ہوتا ہے کہ ایک ایک درخت کے ساتھ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ بلکہ اس سے بھی زیادہ چھتّے معلّق ہوتے ہیں۔ ایک ایک درخت سے بالاوسط دس۱۰ سے بارہ۱۲ من تک شہد اور تین۳ سے چار من تک موم برآمد ہوتا ہے +

عام رائے یہ ہے کہ پالتو مکھیّوں کا شہد جنگلی مکھیّوں کے شہد کی نسبت بدرجہا شیریں اور خوش ذایقہ ہوتا ہے۔ جنگلی مکھیّوں کے چھتّوں سے شہد نکالنے کے بعد یہ لازمی ہے کہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اُسے آگ پر اُبال کر گاڑھا کرلیا جاوے ورنہ یہ تُرش ہو جاتا ہے۔ اُبالنے کے بعد جہانتک ممکن ہو سکے اِسے بوتلوں میں بھر لینا چاہیئے +

کشمیر وغیرہ پہاڑی علاقہ جات میں دُھواں دیکر مکھیّوں کو اُڑا دیتے ہیں۔ زاں بعد بُری طرح سے شہد نکالتے ہیں۔ اس طریق پر عمل کرنے سے شہد کی مکھیوں کے انڈے اور نو برآمد مکھیّاں تلف ہو جاتی ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ چھتّے کے جس حِصّہ میں یہ ہوتی ہیں وہ شہد کے حِصّے سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہی نو برآمد مکھیّاں بڑی ہوکر دوسری جگہ دُوسرے چھتّے بناتی ہیں۔ اُن کے ضائع ہو جانے سے جو نقصان ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے +

صوبۂ مدراس کے بعض پہاڑی علاقہ جات میں شہد کی مکھیّاں

زیادہ تر اپنے چھتے یا تو کھڈوں کے اندر بناتی ہیں یا اونچے اونچے ٹیلوں اور درختوں کی شاخوں پر۔ جو لوگ شہد نکالتے ہیں وہ کھڈوں کے اندر جانے میں تامّل نہیں کرتے۔ کھڈ کے اوپر کسی درخت یا مضبوط کھونٹے کے ساتھ ایک لمبا اور جاندار رسا باندھا جاتا ہے۔ اِس رسّے کا آخری سرا اندر جانے والے کی کمر کیساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ جو اندر جاتا ہے وہ اپنے ہمراہ ایک چمڑے کا تھیلا اور ایک ڈنڈا بھی لے جاتا ہے۔ نیچے اُترنے سے پہلے گھاس اور پتّے جلا کر اندر ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اُن کے دھوئیں سے مکھّیاں بہت جلد اُڑ جاتی ہیں۔ زاں بعد جو اندر جانا چاہتا ہے وہ کمبل یا موٹے کپڑوں سے اپنے جسم کو محفوظ کرکے نیچے اُتر جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ بہت بیدردی اور بھدّے طریق سے شہد نکالتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایسا شہد نفیس نہیں ہوتا۔ کام ختم ہو جانے کے بعد اندر والا رسّی ہلا دیتا ہے۔ اُوپر والے باہستگی اُسے کھینچ لیتے ہیں۔ بعض شہد نکالنے والوں میں قدیم سے یہ طریق مروّج ہے کہ کھڈ کے اوپر رسّے کھینچنے یا پکڑنے میں اُترنے والے کے سالے کو ضرور شامل کیا جاتا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ سالے سے بہنوئی کے حق میں کبھی دغابازی نہیں ہو سکتی۔ اور جتنا اُسے اُسکا درد ہو سکتا ہے اور کسیکو نہیں۔ اگر شہد کے چھتّے اونچے اونچے درختوں یا ٹیلوں کی چوٹیوں پر ہوتے ہیں تو شہد نکالنے والے کھجور کے خشک پتّوں

کے دونے سے بنا کر اُنہیں لمبے لمبے بانسوں کے سروں پر باندھ
دیتے ہیں۔ زاں بعد رات کے وقت اِن دونوں کو چھتّوں کے
اس طرح اِرد گرد پھراتے ہیں کہ مکھیّاں خائف ہو کر اُڑتی ہیں۔ ان دونوں
سے بیچ بیچ میں چھتّوں کو دبایا بھی جاتا ہے۔ بانس اور بید کی
چھڑیوں کی سیڑھیاں بنا کر اگر چڑھنے کا موقع ہو تو چڑھ جاتے ہیں
ورنہ مکھیوں کے اُڑ جانے کے بعد بانسوں سے چھتّوں کے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے نیچے گرا لیتے ہیں یہ اعلےٰ درجہ کی بیرحمی ہے۔ اِس طریق عمل سے
علاوہ نقصان شہد مکھیّاں لاتعداد ضائع ہو جاتی ہیں اور آیندہ
شہد کی مقدار میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی ہے +

بعض کم زہریلی اور حلیم شہد کی مکھیوں کے چھتّوں سے شہد
نکالنے کے دوران میں لوگ کمبل یا دبیز کپڑے سے اپنے جسم کو
محفوظ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ بعض اقسام کے
درختوں کے پتّوں کو خشک کر کے باریک کُوٹ لیتے ہیں۔ چھتّوں کے
نیچے اُن کا دُھواں دینے سے مکھیاں اُڑ جاتی ہیں بعد ازاں یہ اپنا
کام اطمینان کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ اگر مکھیّاں انہیں کاٹ بھی
کھاویں تو یہ کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ گھروں پر آ کر املی کے پتّے
ڈال کر پانی گرم کر لیتے ہیں۔ اِس پانی سے نہانے سے اُنکا جسم
صحیح و سالم ہو جاتا ہے بدن کی سوجن اور جلن فی الفور رفع
ہو جاتی ہے +

مسٹر ہنوے متعینہ ریاست کشمیر کے جواب کا خلاصہ

اِس ریاست میں پرانے طریق پر اب تک شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ پیشتر کی نسبت اَب زمیندار اس جانب کم توجہ کرتے ہیں۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب نے فی چھتہ کچھ محصول لگا دیا ہے۔ اب زمینداروں کے گھروں کی دیواروں میں اتنے سُوراخ نظر نہیں آتے جتنے کہ پہلے دکھائی دیا کرتے تھے۔ جب زمینداروں کو زیادہ چھتّے لگانے منظور ہوتے ہیں تو وہ دیواروں میں کمہار سے گھڑے خرید کر اِس ترکیب سے لگا دیتے ہیں کہ گھڑے کا پیندا باہر کی جانب رہے اور مُنہ اندر کی طرف۔ پیندے میں پیسہ کے برابر سُوراخ کردیا جاتا ہے جس کے ذریعہ مکھیاں اندر آسکتی ہیں اور باہر جاسکتی ہیں۔ اندر کی جانب گھڑے کے مُنہ پر چپنی ڈھک کر چاروں طرف مٹّی لگا دی جاتی ہے۔ زاں بعد ایک ٹوکری میں ذرا سا شہد لگاکر ایسے درختوں میں ٹانگ آتے ہیں جنمیں مکھیوں نے نئے چھتّے لگانے شروع کیئے ہوں۔ مکھیاں شہد کی خوشبو سے ان ٹوکروں میں بس جاتی ہیں۔ جب یہ اچھّی طرح سے ٹِک جاتی ہیں تو انہیں باہستگی اُتار کر دیواروں میں گھڑے کے سُوراخ کے قریب لٹکا دیتے ہیں۔ گھڑوں کے اندر کچھ شیرہ یا شہد مل دیا جاتا ہے۔ شہد

کی مکھیاں رفتہ رفتہ اُن گھڑوں میں داخل ہوکر اپنے چھتے بنانے شروع کر دیتی ہیں۔ شہد سال میں دو مرتبہ جُون اور نومبر میں نکالا جاتا ہے ماہ جون میں جو شہد نکالا جاتا ہے۔ وہ سفید اور زیادہ لذیذ ہوتا ہے شہد نکالنے کی ترکیب بہت معمولی درجہ کی ہے۔ اندر کی جانب سے گھڑے کے مُنہ پر سے چپنی ہٹاکر اندر دُھواں دیدیتے ہیں۔ دھوئیں سے مکھیاں یا تو اُڑ جاتی ہیں یا ایک طرف ہو جاتی ہیں شہد لوہے کے ایک اوزار سے نکالکر پھر بدستور گھڑے کے مُنہ پر چپنی ڈھک دیتے ہیں ریاست کی جانب سے شہد کی مکھیاں پالنے کا یا تو ٹھیکہ ملجاتا ہے یا امانی کام رہتا ہے۔ ٹھیکہ کی صورت میں محصول نقد دیدیا جاتا ہے بصُورت دیگر شہد نکال کر تین حصے کر لئے جاتے ہیں۔ دو حصے ریاست کے نذر کر دیئے جاتے ہیں ایک حصّہ پالنے والے رکھ لیتے ہیں۔ جنگلوں میں بعض اوقات جنگلی ریچھ درختوں پر چڑھ کر شہد چکھ جاتے ہیں۔ اس حالت میں شہد کی مکھیاں فی الفور اُس درخت سے پرواز کر جاتی ہیں +

رزیڈنٹ صاحب نیپال کے جواب کا خلاصہ۔

جہانتک دریافت ہوا ہے اِس علاقہ میں لوگ شہد کی مکھیاں نہیں پالتے۔ نیپالی اپنی ضروریات کے لیئے جنگلات سے کافی مقدار میں شہد حاصل کر لیتے ہیں +

ایجنٹ صاحب گورنر جنرل راجپوتانہ کے جواب کا خلاصہ

تمام راجپوتانہ میں شہد کی مکھیاں پالنے کے فن سے ایک بھی آشنا نہیں ہے۔ ریاست الور میں شہد کی مکھیاں اپنے چھتے زیادہ تر اونچے اونچے جنگلی درختوں مثلاً کیکر۔ نیم۔ پیپل۔ برگد وغیرہ پر لگاتی ہیں یا اونچے اونچے چٹانوں محلوں یا گنبد نما پرانی عمارتوں کے بالاتر مقام پر۔ شہد نکالنے کا عام طریق یہ ہے کہ چھتے کے قریب پہونچکر چاقو چھری سے اسے اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ کاٹتے ہی وہ سب کا سب نیچے گر پڑتا ہے۔ اسے ایک چمڑے یا ٹاٹ کے بڑے تھیلے میں روک کر فی الفور اس کا منہ بند کر دیتے ہیں۔ اس بیرحمانہ اور کراہیت انگیز طریق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قریب قریب تمام مکھیوں اور ان کے انڈے بچوں کا تھیلے کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے +

ریاست بوندی اور ٹونک میں بھی شہد کی مکھیاں پالی نہیں جاتیں جنگلی مکھیوں کے شہد سے کام نکل جاتا ہے۔ چھوٹی مکھیوں کا شہد زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے میں کچھ دشواری نہیں ہوتی۔ ڈھاک کی شاخوں کے برش بنا کر آہستہ آہستہ چھتے کے چاروں طرف پھیرتے ہیں۔ مکھیاں خود بخود اڑ جاتی ہیں۔ بڑی مکھیوں سے گزند پہونچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اس وجہ سے شہد نکالنے والے اپنے جسم پر کمبل وغیرہ لپیٹ کر اندھیری راتوں میں ان درختوں اور

چٹانوں کے قریب جاتے ہیں جہاں چھتے ہوتے ہیں۔ایک لمبے
بانس کے سرے پر اونچی باڑ کی ٹوکریاں یا دونے باندھ دیئے جاتے
ہیں۔ان میں گھاس پھوس رکھ کر جلا دیا جاتا ہے۔ٹوکریوں یا
دونوں کی اونچی باڑ رکھنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ دھواں ادھر ادھر
پھیل نہ جاوے۔سیدھا اوپر کو چھتے کی جانب رخ کرے۔ جب
مکھیاں دھوئیں کے مارے اڑ جاتی ہیں تو شہد نکالنے والے اوپر
چڑھکر چھتے کاٹ لاتے ہیں۔چٹانوں کی مکھیوں کا شہد درختوں کی
مکھیوں کی نسبت زیادہ شیریں اور سفید نہیں ہوتا۔بالعموم مندرجۂ
ذیل پھولوں اور درختوں سے مکھیاں شہد چوستی ہیں:-

اروسا۔ گلاب۔ چنبیلی۔سیوتی۔موگرا۔جوہی۔ داؤدی۔گل عباس
کنول۔گل شبو۔گل خیرا۔مہوا۔ آم۔بیل۔مولسری۔کدم۔گوندنی۔نیم۔
کچنار۔سینبل۔کھیر۔کروندا۔اقسام لیموں۔ امرود۔ہار سنگار۔آنولہ۔ بیر۔
وغیرہ وغیرہ +

ریاست کوٹہ اور شاہ پورہ میں بھی یہی کیفیت پائی جاتی ہے۔
غرض شہد کی مکھیاں باقاعدہ ان علاقوں میں کہیں نہیں پائی
جاتیں۔ بڑی شہد کی مکھیوں کے چھتوں سے شہد دو سیر سے
ڈھائی سیر تک برآمد ہوتا ہے اور چھوٹی مکھیوں کے چھتوں سے
پاؤ بھر سے ڈیڑھ پاؤ تک۔بالاوسط چھوٹی مکھیوں کا شہد فی روپیہ
سوا دو سیر اور بڑی مکھیوں کا ڈھائی سیر کے نرخ سے فروخت

ہوتا ہے۔ موم دونوں اقسام کی مکھیوں کا روپیہ سیر بکتا ہے +

ایجنٹ گورنر جنرل وسطِ ہند کے جواب کا خلاصہ

شہد کی مکھیوں کے پالنے کے بارہ میں نو پولٹیکل ایجنٹوں سے کیفیت طلب کی گئی تھی۔ سب یہی لکھتے ہیں کہ وسطِ ہند کی دیسی ریاستوں میں کہیں شہد کی مکھیاں نہیں پالی جاتیں۔ لوگ جنگلی مکھیوں کو دھواں دیکر اُن کے چھتے کاٹ لاتے ہیں۔ اِن چھتوں کو ہاتھوں سے نچوڑ کر شہد نکال لیتے ہیں۔ یہ شہد مُصفّا اور خُوش ذائقہ نہیں ہوتا +

ایجنٹ گورنر جنرل بڑودھ کے جواب کا خلاصہ

ریاست بڑودھ میں شہد کی مکھیاں نہیں پالی جاتیں نہ کبھی پالنے کی کوشش کی گئی اور نہ اس فن سے کوئی آشنا ہے۔ شہد جنگلی مکھیوں کے چھتوں سے حاصل کیا جاتا ہے +

چیف کمشنر صاحب ممالک متوسط کے جواب کا خلاصہ

علاقہ جبل پور میں تین اقسام کی شہد کی مکھیاں پائی جاتی ہیں۔ [illegible]ناگپور میں چار اور علاقہ چھند واڑہ میں چھ قسم کی مکھیاں دریافت ہوئیں ہیں۔ اُن کے پالنے کا ممالک متوسط میں کسی جگہ

رواج نہیں ہے۔جنگلی قبیلے جنگلوں سے چھتے کاٹ لاتے ہیں اور
اُنہیں نچوڑ کر شہد نکال لیتے ہیں۔شہد کی نسبت موم کی زیادہ مانگ
رہتی ہے۔یہ زیادہ تر کپڑے رنگنے کے رنگوں میں پڑتا ہے +

گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے جواب کا خلاصہ

علاقہ کمایوں کے پہاڑی علاقہ جات مثلاً جولسر۔ بور۔ لوہو گھات۔
اور ڈیرہ دون کے شمالی دیہات کے پہاڑی شہد کی چھوٹی اقسام
کی مکھیاں پالتے ہیں۔اِن کی پرورش جانب جنوب کی جاتی ہے
تاکہ دھوپ سے یہ خوب مُستفید ہوسکیں۔ موسم سرما میں جبکہ ٹھنڈ
کی وجہ سے مکھیاں باہر سے اپنی خوراک مہیا کرنے میں معذور ہو
جاتی ہیں تو اُن کے پالنے والے اُنہیں گڑ یا شکر میں کیقدر آٹا
گھول کر کھلاتے ہیں +

ممالک متحدہ کے جنگلات میں شہد کی مکھیوں کے لیئے خوراک
کا سامان کافی ہے۔سارے سال ہر ایک موسم میں قسم قسم کے درخت
جھاڑیاں بیلیں اور گھاسیں وغیرہ پھولتی رہتی ہیں۔ اُن کے
پھولوں سے مکھیاں خوب شہد چُوستی ہیں۔ نیز کھیتوں میں بھی
اُن کے لئے کسی بات کی کمی نہیں ہے۔سرسوں۔پوست۔چینے۔
کُسم۔مٹر قسم قسم کی دالیں مثلاً ارہر وغیرہ جب پھولتی ہیں تو شہد

کی مکھیوں کے لئے خاطر خواہ خوراک قدرتاً مہیا ہو جاتی ہے۔ علاقہ کمایوں میں پہاڑ کہیں بہت اونچے اور کہیں نیچے ہیں اس صورت میں اختلاف آب و ہوا لازمی ہے۔ اس نشیب و فراز کی وجہ سے قسم قسم کی نباتاتیں سارے سال پھولتی رہتی ہیں۔ غرض شہد کی مکھیوں کو کمی خوراک کی کبھی شکایت نہیں ہوسکتی۔ شہد کی افراط کی وجہ سے علاقہ کمایوں کے اُس حصّہ کے باشندے جہاں مکھیاں پالی جاتی ہیں نیشکر اور چقندر کی کاشت نہیں کرتے۔ قلیل مقدار میں شکر میدانوں سے لوگ لیجاتے ہیں +

بالعموم پہاڑوں میں دو قسم کی مکھیاں پالی جاتی ہیں ایک کو "سون مکھی" کہتے ہیں۔ یہ زردی مائل رنگ کی ہوتی ہے۔ دوسری "رکھ مکھی"۔ یہ سیاہ ہوتی ہے۔ پہلی مکھی بڑی حلیم ہوتی ہے۔ یہانتک کہ شہد نکالتے وقت بھی کچھ نہیں کہتی۔ دوسری تند خو ہوتی ہے۔ ذرہ سی بے احتیاطی سے غصّہ میں آکر زور شور کے ساتھ جو سامنے آوے اُسپر حملہ کر دیتی ہے +

علاقہ کمایوں کے جنگلوں میں دو اور قسم کی بھی مکھیاں پائی جاتی ہیں مگر انہیں لوگ پالتے نہیں ہیں۔ ایک کو "بوری" کہتے ہیں۔ دوسری کو "ڈھیر مکھی"۔ ان علاقوں میں تین ہزار سے چھ ہزار فٹ کی بلندی تک شہد کی مکھیاں نہایت عمدگی کے ساتھ پالی جاسکتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس حصّہ کی آب و ہوا ان کے عین موافق ہوتی ہے +

جنگلی شہد کی مکھیاں ماہ فروری سے اپریل تک اپنے لیئے نئے چھتّے نئے مقامات میں بنائی ہیں۔ ایک یوروپین صاحب افسر محکمہ جنگلات تحریر فرماتے ہیں کہ اس موسم میں ایک کھُلی جگہ میز پر دن کے گیارہ بجے کے قریب مینے اپنی ٹوپی اُلٹی کرکے رکھدی۔ قریب ایک بجے کے دیکھتا کیا ہوں کہ اس کی چھت پر شہد کی مکھیوں نے اپنا چھتا بنانا شروع کر دیا۔ مینے ٹوپی کو کئی بار جھٹکا مگر اُنھوں نے اڑنے کا نام تک نہیں لیا بمشکل اُنہیں بیدخل کیا۔ پہاڑوں میں جنگلی شہد کی مکھیاں موسم سرما میں کھڈوں کے نیچے جاکر مسکن گزین ہو جاتی ہیں+

چیف کمشنر صاحب آسام کے جواب کا خلاصہ

صوبہ آسام کے کھاسی اور جینتیا پہاڑوں پر شہد کی مکھیاں باقاعدہ پالی جاتی ہیں۔ گو طریق پرورش قابل تعریف اور اچھّا نہیں ہے+

دیگر یہ دستور ہے کہ جس گاؤں کی حد میں شہد کی مکھیاں چھتّے لگاویں وہ گاؤں والوں کی ملکیت قرار دیئے جاتے ہیں۔ شہد کا نرخ بالعموم پندرہ روپیہ فی من رہتا ہے۔ صدہا من شہد دوسرے صوبوں کو بھیجا جاتا ہے۔ ۱۸۷۶ء میں تین سو تیس من شہد غیر علاقہ جات کو بھیجا گیا تھا+

صاحب چیف کمشنر آسام کے دفتر کے **مسٹر ریٹا صاحب** تحریر فرماتے ہیں کہ میں دو سال سے شہد کی مکھیاں پالتا ہوں صرف

دو چھتّے ہیں۔ علاوہ موم کے قریب پندرہ سیر سچتہ شہد اِن سے
بر آمد ہوتا ہے۔ یہ شہد نہایت نفیس ہوتا ہے۔ اور یورپ کے قیمتی سے
قیمتی شہد کے مقابلہ میں کمتر ثابت نہیں ہوتا +

مینے شہد کی مکھیّاں پالنے کے لئے ولایتی چھتّا استعمال کیا ہے۔
اِسے "ریپا کورٹ ہائیو" کہتے ہیں۔ یہ اِس علاقہ کے لیئے عین
موزوں ہے +

کھاسی لوگ ایک لکڑی کے صندوقچہ میں شہد کی مکھیّاں پالتے
ہیں۔ اِس کا مُنہ کھُلا ہوا ہوتا ہے۔ اِسے کھڑا کر دیتے ہیں۔ شہد کی
مکھیّاں صندوقچہ کی چھت پر اپنا چھتّا بنا لیتی ہیں۔ جب شہد نکالنے
کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ پُشت کا تختہ کاٹ یا توڑ دیتے ہیں۔
اِس صدمہ سے مکھیّاں اُڑ جاتی ہیں۔ تختہ کو کاٹتے یا توڑتے وقت
شہد نکالنے والے اپنی پگڑی کا شملہ مُنہ پر ڈال لیتے ہیں تاکہ مکھیّاں
نہ کاٹیں۔ ساتھ ہی مُنہ میں کسی قدر سونٹھ ڈال کر اُسے خوب چباتے
ہیں۔ سونٹھ کی بُو سے بھی مکھیّاں پرواز کر جاتی ہیں۔ اگر ہاتھ پر یا کسی
اور جگہ مکھیّاں کاٹ لیں تو یہ پان کے پتّے لگا دیتے ہیں جس سے
درد فی الفور رفع ہو جاتا ہے +

علاقہ کچھار اور لوشائی پہاڑیوں پر بھی جنگلی شہد کی مکھیّاں بکثرت
چھتّے لگاتی ہیں۔ لوگ انہیں دھوئیں کے ذریعہ اُڑا کر شہد نکال لاتے
ہیں اور چھتّوں کو ہاتھ سے نچوڑ کر بانس کے چونگوں میں بھر لیتے ہیں

یہ چونگے بانس کے نلکے ہوتے ہیں۔ بانس کو جوڑوں سے اس طرح کاٹا جاتا ہے کہ پیندا قائم رہے۔ شہد بھر کر نلکوں کا منہ بند کر دیتے ہیں اگر لوگوں کو شہد کی مکھیاں پالنے کی جانب توجہ دلائی جاوے تو وہ بآسانی اس سلسلے کو جاری کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ عملی طور پر انہیں طریق سمجھا دیا جاوے +

شہد کی مکھیوں کی کئی قسمیں ہیں مگر کھاسی پہاڑیوں کے لوگ زیادہ تر چھوٹی مکھیاں پالتے ہیں جنہیں وہ لوگ "نگپ" کہتے ہیں۔ اُن کا شہد نہایت شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس پہاڑ کے باشندے جنگلوں میں جہاں اُن کے چھتے دیکھتے ہیں بیدھڑک پاس چلے جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ انہیں اِن مکھیوں سے کسی طرح کے گزند کا احتمال نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے یہ چھتے میں سے ہاتھ سے ٹٹول کر مکھیوں کی ملکہ کو قابو کر لیتے ہیں۔ ملکہ اور مکھیوں کی نسبت قد آور اور جسیم ہوتی ہے اس لئے سب اسے بآسانی پہچان لیتے ہیں۔ تند خو مکھیوں کو بھی بعض پالتے ہیں۔ جنگلوں میں ہوتی ہیں۔ ان کے چھتوں کے چاروں طرف دھواں ہی دھواں کر دیتے ہیں۔ مکھیاں بے ہوش ہوکر اور غش کھا کر نیچے گر پڑتی ہیں۔ مشاق آدمی چھتے کے نیچے موجود رہتے ہیں اور جب یہ دیکھتے ہیں کہ مکھیوں پر غشی کا عالم طاری ہوگیا ہے۔ اور مکھیاں اوپر سے گرنی شروع ہو گئی ہیں تو یہ ملکہ کی تاک میں رہتے ہیں۔ اسے گرتے ہی وہ اٹھا لیتے ہیں اور اُس کے پروں کے گرد

باریک سُوت لپیٹ دیتے ہیں تاکہ ہوش میں آکر اُڑ نہ جاوے۔ اِس عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مکھیّاں ہوش میں آکر اُڑ نہیں جاتیں بلکہ اپنی ملکہ کے گرد رہتی ہیں۔ اِسی اثنار میں پہاڑی چھتّے کو بلا خوف اُتار لیتے ہیں۔ اِس میں ملکہ کو داخل کر دیا جاتا ہے۔ اِس کے داخل کرتے ہی تمام مکھیّاں بدستوُر چھتّے میں اقامت گزین ہو جاتی ہیں۔ اس تدبیر سے پہاڑی چھتّوں کو اپنے گھر لے آتے ہیں ۔

بعض نا عاقبت اندیش اور جاہل شہد کی مکھیّوں کی ملکہ کے پر نوچ دیتے ہیں تاکہ یہ چھتّے میں سے اُڑنے کا نام نہ لے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس ضرر سے وہ انڈے دینے سے بند ہو جاتی ہے۔ اگر اتفاقیہ چھتّے پر سے نیچے گر جاتی ہے تو یہ اُڑ کر دوبارہ چھتّے میں جا نہیں سکتی۔ پرند یا چیونٹیاں وغیرہ اس کا کام تمام کر دیتی ہیں ۔

بعض شہد کی مکھیّاں زمین کے اندر اپنے چھتّے بناتی ہیں۔ جن بلوں سے چوہے یا اور جانور کسی وجہ سے نکل کر چلے جاتے ہیں۔ اُن میں یہ مکھیّاں اپنا تسلّط جما لیتی ہیں۔ شہد نکالنے والے مکھیوں کی آمد و رفت کو تاڑ کر بہت جلد اُن کے چھتّوں کا پتہ نکال لیتے ہیں۔

گورنمنٹ بمبئی کے جواب کا خُلاصہ

اِس صُوبہ میں شہد کی مکھیّاں شاذ و نادر پائی جاتی ہیں تمام ضروریات کے لیئے جنگلی مکھیّوں کے چھتّوں سے شہد حاصل کیا جاتا ہے۔

بعض مالی گھڑوں میں شہد کی مکھیاں پال لیتے ہیں مگر بہت کم۔ چند یوروپین اصحاب نے بھی مختلف مقامات میں اِن کے پالنے کے تجربات کئے ہیں۔ اُن کی رائے ہے کہ شہد کی مکھیاں کامیابی کے ساتھ اِس صوبے کے پہاڑوں اور میدانوں میں پالی جاسکتی ہیں۔ چھ اقسام کی مکھیاں مختلف مقامات میں دریافت ہوئی ہیں اِن میں سے بعض کا شہد نہایت تعریف کے قابل ہوتا ہے۔ مقابلہ میں یہ کسی کے آگے ماند نہیں ہو سکتا +

فلاڈلفیا کے مشہور مگس پرور مسٹر لنگ سٹراتھ[ا] نے ایسے چھتے ایجاد کیئے ہیں کہ جن میں شہد کی مکھیوں کو دُور دراز کے بحری وبرّی سفر میں بآسانی تمام لے جاسکتے ہیں۔ جس وقت شہد کی مکھیاں چھتوں کے اندر غصہ کی حالت میں درہم برہم پائی جاویں اُسوقت سرد پانی یا شربت پچکاری کے ذریعہ (جسکے مُنہ پر باریک ہزارہ لگا ہو) چھڑکنا کارگر ثابت ہوتا ہے۔ مکھیوں کا غصہ بہت جلد فرو ہو جاتا ہے اور وہ بدستور خوشی کے ساتھ اپنا کام کرنے لگتی ہیں۔ بعض شہد نکالنے والے شربت کے چھینٹے دے دے کر اُن کا شہد تک نکال لیتے ہیں اور وہ اُنہیں ذرا ایذا نہیں پہنچاتیں +

[ا] Mr. Langstroth.

باب دوم

پہلے باب میں شہد اور شہد کی مکھیاں پالنے کی نسبت ہندوستان کے ہر ایک حصّہ کی خلاصہ کیفیت پیش کی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ اس وقت اس مُلک میں شہد کیونکر حاصل کیا جاتا ہے۔ اور کیونکر کرنا چاہیئے۔ اس باب میں شہد کی مکھیاں پالنے کے بارہ میں مسٹر لینڈ ولی کس۔ کی رائے اُن کی ایک انگریزی کتاب سے بطور خلاصہ اخذ کی جاتی ہے۔ صاحب موصوف کو خاص ہندوستان میں شہد کی مکھیّاں پالنے کا معقول تجربہ ہے۔ بدینوجہ اُن کی رائے کو خاص وقعت دی جاسکتی ہے۔ کسی فن کی جانب علی طور پر رجوع ہونے سے پیشتر مناسب یہ ہے کہ اسکے اصُول بخوبی ذہن نشین کرلیئے جاویں۔ کسی فن کی تکمیل خلاف قیاس ہے تاوقتیکہ اُس کے اصُول قیاسی معلوم نہ ہو جاویں +

انگریزی میں یہ ایک عام مقولہ ہے کہ پہلے کسی علم یا فن کی تھیوری تسلیم کی جایا کرتی ہے۔ زاں بعد پریکٹس (عمل) کا سلسلہ جاری ہوتا ہے قیاس غالب یہ ہے کہ اس باب کے بغور مطالعہ سے شہد کی مکھیاں پالنے کے متعلق کار آمد باتیں مرکوز خاطر ہو جاوینگی +

ایک افسر محکمۂ جنگلات تحریر فرماتے ہیں کہ ہر ایک شہد کے چھتّے

میں ایک ملکہ ہوا کرتی ہے۔ دو تین سو ڈرون یعنے نر مکھیاں۔ اور بڑی تعداد نیوٹرس (مُخنّث) جنھیں ورکرز (کام کرنے والے بھی کہتے ہیں) ہوا کرتی ہے۔ دو رانیاں ایک چھتّے میں نہیں رہ سکتیں۔ اگر رکھی جاویں تو فی الفور جنگ وجدل شروع ہو جاتا ہے۔ فتح یاب ملکہ بن جاتی ہے۔ دوشیزہ ملکہ کو جس دن مطلع صاف ہو۔ ہوا میں بارور کیا جاتا ہے۔ اِس کے بعد مُخنّث مکھیاں نر مکھیوں کو دِق کر کے چھتّے سے نیچے گرا دیتی ہیں۔ اگر اتفاقیہ چھتّے کی ملکہ ضائع ہو جاوے تو مخنّث مکھیاں ایک ایسی مکھی کو جسے انڈے سے بر آمد ہوئے عرصہ نہ ہوا ہو۔ منتخب کر کے خاص قسم کی خُوراک کھلاتی ہیں تا کہ اُس کا جسم خوب بڑھ جاوے۔ چھتّے کے ایک خانہ کو اور خانوں کی نسبت بڑا بنا کر اُسمیں نئی ملکہ کو داخل کیا جاتا ہے۔ اگر اٹھائیس دن کے اندر ملکہ کو بارور نہ کیا جاوے تو زاں بعد وہ ایسے انڈے دیتی ہے جن میں سے صرف نر مکھیاں ہی بر آمد ہوتی ہیں +

شہد کی مکھیاں پالنے کے متعلق مسٹر لینڈ ولی کس کی رائے کا خلاصہ

اِس میں ذرا سا بھی شُبہ نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان میں شہد کی مکھیاں نہایت عمدگی کے ساتھ پالی جاسکتی ہیں اور اِس عمل میں کامیابی یقینی امر ہے۔ خاص اِسی ملک کی مکھیاں بشرطیکہ اُن کی باقاعدہ غور و

پرداخت کی جاوے شہد کی کثیر مقدار پیش کرسکتی ہیں۔اس کثیر مقدار کا منافع ایسا نہیں ہوسکتا کہ جسے کم کہا جاسکے۔ شہد کی مکھیوں کے بڑھنے اور صحتور ہونے کے لیئے زیادہ حرارت موسمی کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ یہاں موجود ہے۔ دھوپ سے اِن مکھیوں کو خاص اُنس ہوتا ہے اُس کی بھی یہاں کمی نہیں +

شہد کی مکھیوں کا پالنا ہندوستان کے لیئے عجوبہ شے نہیں ہے مگر زمانۂ حال میں جو کچھ اصلاح و ترقی اِس فن میں ہوئی ہے وہ بالکل جدید ہے۔اس سے پہلے مکھیوں کے طریق پرورش ایسے تھے جنھیں کوئی مہذب شخص روا نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ کوئی شایستہ آدمی اُنپر عمل کرنے کی جانب مائل ہوسکتا ہے۔ پہلے مکھیاں پالنے والوں کو قطعی یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ چھتّے کی اندرونی کیفیت کیا ہے۔شہد کس قدر موجود ہے۔ کتنا اِس میں سے لیا جا سکتا ہے۔اور کتنا مکھیوں کے لیئے چھوڑا جاسکتا ہے۔ دھواں دیکر اُنھیں بیہوش کر دینا اور چھتّوں کو نچوڑ کر شہد نکالنا درحقیقت وحشیانہ ترکیبیں کہی جاسکتی ہیں +

ہندوستان میں گو کئی قسم کی شہد کی مکھیاں پائی جاتی ہیں مگر اصل شہد کی مکھی وہ ہے جسکا علمی نام اے پس انڈیکا (APIS INDICA) ہے۔ انگلستان کی سیاہ مکھی جسے (APIS MELLIFICA) کہتے ہیں اِس مُلک میں پال سکتے ہیں۔ مگر اٹلی کی شہد کی مکھی تجربہ سے اِس ملک کے لیئے عین موزوں ثابت ہوئی ہے +

مصنوعی شہد کی مکھیوں کے چھتّے کئی قسم کے ایجاد ہوئے ہیں مگر وہ جنمیں لکڑی کے ڈنڈے لگے ہوئے ہوتے ہیں بہت اچھے شمار کیئے جاتے ہیں۔ اِن میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ مکھیوں کے چھتّوں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرسکتے ہیں۔ اور حسب ضرورت ایک چھتّے کو نکال کر دُوسرے پنجرے میں داخل کرسکتے ہیں۔ نیز مکھیّوں کی ملکہ کا بھی بآسانی تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔ شہد کی مکھیّوں کے چھتّوں کی مصنوعی بنیادیں حال میں ایجاد کی گئی ہیں یہ تازہ موم سے طیّار کی جاتی ہیں انہیں مصنوعی پنجرے کی چھت پر بطریق مناسب چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ اِس طرح شہد کی مکھیّوں کو محنت اور وقت کی بہت بڑی سچت ہو جاتی ہے۔ جتنی دیر اُنہیں بُنیاد قائم کرنے میں لگتی اُتنی دیر میں وہ اپنا چھتّہ بنا لیتی ہیں+

تجربہ میں آیا ہے کہ اِس طرح ایک تو شہد کی مقدار زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ دُوسرے نر مکھیّاں کم پیدا ہوتی ہیں۔ علی ہذا اور کئی ایسی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں جن کے استعمال کرنے سے یہ خوف نہیں رہتا کہ مکھیّوں کی ملکہ اپنی رعایا اور لشکر کے ساتھ اُڑ جائیگی۔ شہد نکالنے کے اوزار ایسے بنائے گئے ہیں کہ چھتّوں کو ذرہ بھی ضرر نہیں پہونچتا+

شہد کی مکھیّاں پالنے کے لیئے زیادہ سرمایہ کی ضرورت نہیں ہوتی مگر یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اس کے لیئے کچھ بھی درکار نہیں ہے۔ منافع اِس میں معقول اور یقینی ہے۔ اگر کچھ عرصہ تک منافع کو

اسی کام میں لگایا جاوے تو یہ کام بہت بڑھ سکتا ہے۔ زاں بعد منافع
بہت زیادہ ہوا کریگا۔ مصنوعی چھتے اور ضروری اوزار خریدنے میں احتیاط
شرط ہے۔ تجربہ کاروں کی رائے کے مطابق عمل کرنا عین واجب ہے +
شہد کی مکھیاں پالنے کا رواج ممالک جرمن اور امریکہ میں زیادہ
ہے۔ انگلستان اِن کا اِس بارہ میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حالانکہ لطف یہ
ہے کہ شہد کی مکھیاں انگلستان سے ہی امریکہ گئی ہیں۔ پہلے وہاں یہ
جنس نہیں پائی جاتی تھی +

پالنے کے مطلب کی صرف ایک قسم ہے جسکا ابھی ذکر آچکا ہے۔
سوائے اے پس انڈیکا اور کسی کی سفارش نہیں کی جاسکتی۔ مگر
اس مکھی کی یکایک شناخت مشکل سے ہوتی ہے۔ بدیں وجہ اس بارہ میں
خاص احتیاط لازمی ہے۔ اے پس انڈی کا اپنے چھتے یا تو درختوں
کے کھوکھلے تنوں کے جوف میں بناتی ہے یا گھروں کے چھجوں کے
نیچے۔ اس کے چھتے دوہرے ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے اور کوئی مکھی
اپنے چھتے دوہرے نہیں بناتی +

دو ایک اور چھوٹی قسم کی مکھیاں بھی کھوکھلے درختوں یا زمین
کے اندر اپنے چھتے بناتی ہیں۔ مگر وہ جسامت میں اِتنی چھوٹی ہوتی ہیں
کہ اے پس انڈی کا سے بآسانی انہیں تمیز کرسکتے ہیں۔ اِن کے
چھتے بھی بد وضع اور ڈھنگ کے نہیں ہوتے۔ اے پس انڈیکا مکھیاں
یا تو موسم بہار میں پکڑی جاسکتی ہیں یا خریدی جاسکتی ہیں۔ پکڑنے کے

Apis Indica

طریق قریب قریب وہی ہیں جو باب اوّل میں بیان ہو چکے ہیں +
خریدتے وقت یا پکڑنے کے بعد یہ بغور دیکھ لینا چاہیئے کہ ملکہ موجود
ہے یا نہیں۔ اگر ملکہ نہیں ہوگی تو مکھیوں کے پرواز کر جانیکا احتمال
رہے گا +

شہد کی مکھیوں کے پالنے میں بڑی بات یہ ہوا کرتی ہے کہ نر
مکھیوں (DRONES) اور کام کرنے والی (WORKERS) مکھیوں
کی بآسانی شناخت کرلی جایا کرے۔ مکھیوں کی ملکہ (QUEEN OR
MOTHER BEE) کو تو پہچان لینا بہت آسان ہے۔ کیونکہ قدوقامت
کی وجہ سے یہ سب میں فایق ہوتی ہے۔ مگر نر مکھیوں اور مُخنثوں
کے پہچاننے میں زیادہ غور سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقت
یہ ہے کہ اِن کی شناخت بغیر مشق بہت ہی مشکل ہے۔ جب تک
اِن سے روز مرّہ سابقہ نہ پڑے۔ مُختلف مکھیوں کی تمیز یک بیک دُشوار ہے
تاہم ظاہری تفاوت کو مدِّنظر رکھنا مُفید مطلب ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً نر مکھی
کا سر زیادہ گول ہوتا ہے اور مخنّث مکھی کا چپٹا۔ نر مکھی کی آنکھیں بڑی بڑی
ہوتی ہیں اور مُخنّث مکھی کی چھوٹی چھوٹی۔ مُخنّث مکھی کے پیٹ پر یکے بعد دیگرے ایک
پیلی دھاری ہوتی ہے اور ایک کالی۔ اِس کی جیب لمبی اور جبڑے
مضبوط ہوتے ہیں۔ نر مکھی لمبی اور موٹی ہوتی ہے اور اُس کے پر
مخنّث مکھیوں کی مانند زرد نہیں ہوتے۔ نر مکھیوں کے ڈنک نہیں
ہوتے اور یہ کام نہیں کرتیں۔ نر اور مخنّث مکھیوں کی آنکھوں میں

بھی فرق ہوتا ہے۔ شہد کی مکھیوں کے سر کے وسط میں بھی مفرد
اور مُرکّب آنکھیں ہوتی ہیں۔ اِن کی صحیح کیفیت بغیر خاص مطالعہ سمجھ
میں نہیں آ سکتی۔ نئی مکھیّوں کے شکم پر بال زیادہ ہوتے ہیں اور
پُرانی مکھیّوں کا پیٹ صاف ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جیسے جیسے یہ
سن رسیدہ ہوتی جاتی ہیں اُن کے شکم پر سے بال گرتے چلے جاتے ہیں
چھیڑنے پر نئی مکھیاں جلد ڈنک نہیں مارتیں مگر پُرانی نیش زنی میں
ذرہ تامل نہیں کرتیں۔ نئی مکھیوں کی اگر کسی وجہ سے ملکہ ضائع
ہو جاوے تو دُوسرے چھتے کی ملکہ کو جلد قبول کر لیتی ہیں۔ مگر پُرانی
مکھیّوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ یہ جنگ کر کے ملکہ کو مار ڈالتی
ہیں اور غیر چھتے کے مُخنثّوں کے ساتھ (اگر اُنہیں اُنکے چھتّہ میں
ضرورتاً داخل کیا جاوے) مقابلہ کے لیئے فی الفور آمادہ ہو جاتی ہیں
اور اِس معرکہ میں اپنی جان کی ذرا پرواہ نہیں کرتیں +

شہد کی مکھیوں کی ملکہ کا کام صرف انڈے دینا ہے۔ اسی کے
انڈوں سے نر اور مُخنثّ مکھیاں بر آمد ہوتی ہیں اور اُسی کے انڈوں
سے ایسی مکھیاں بر آمد ہوتی ہیں جو حسب موقعہ ملکہ بن جاتی ہیں۔
غرض مکھیّوں کی ہستی اور اضافہ کا دار و مدار ملکہ (جسے مادر مگس بھی
کہتے ہیں) پر ہوا کرتا ہے۔ ملکہ کا نیش خمدار ہوتا ہے اور یہ صرف
اُسی وقت کام میں آتا ہے جبکہ دُوسری ملکہ سے جنگ کی نوبت آجاوے
بالعموم ملکہ کے پر چھوٹے چھوٹے اور سیاہ دھاریاں جسم پر زیادہ چمکدار ہوا

کرتی ہیں۔ بلکہ پانچ سال تک زندہ رہ سکتی ہے۔ دو سال میں یہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس کا عالم شباب ختم اور پیری کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ مخنث اور نر مکھیوں کی زیست چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوا کرتی +

جن ترکیبوں سے مختلف علاقہ جات ہند میں فی زمانہ جنگلی شہد کی مکھیوں کے چھتوں سے شہد نکالتے ہیں یا وہ عام رواج اسوقت شہد کی مکھیاں پالنے کے متعلق اِس مُلک میں مروّج ہیں باب اوّل کے مطالعہ سے بخوبی ذہن میں آسکتا ہے +

اس باب میں مسٹر لینڈالی کس کی رائے کا خلاصہ درج کرکے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ شہد کی مکھیاں اس ملک کے ہر ایک حصّہ میں نہایت کامیابی کے ساتھ پالی جاسکتی ہیں۔ مگر یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ اِس کام میں مطلق تردّد کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بغیر سیکھے اور مشق حاصل ہوسکتا ہے +

مسٹر لینڈالی کس نے جو ہدایات تفصیل وار لکھی ہیں انکا ذہن میں آنا قریب ناممکن ہے تاوقتیکہ مصنوعی چھتے۔ مختلف آلات۔ شہد کی مکھیوں کی ملکہ۔ نر اور مخنث مکھیاں موجود نہوں۔ اُن کی موجودگی ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک اعلےٰ درجہ کے باعلم تجربہ کار کا ہونا بھی لازمی ہے جو جملہ مراتب بتدریج سکھا پڑھا سکے۔ یہ خیال بھی صحیح نہیں ہوگا کہ اس فن کا سبق ایک ہی دن میں دیا

جاسکتا ہے۔ گو شروعات کے لیئے ضروری باتیں چند یوم میں سمجھائی
جاسکتی ہیں۔ مگر جب تک ہر ایک موسم کے لحاظ سے مکھیوں کی غور و
پرداخت کے طریق خاطر نشان نہوں تب تک تذبذب اور غلطی کا
سرزد ہونا قرین قیاس ہے۔ میری عین آرزو ہے کہ ہر ایک صوبہ
کے سررشتہ تعلیم کی جانب سے اس فن کا ایک تجربہ کار معلم ہر ایک
ضلع میں دورہ کیا کرے اور خاص خاص دیہاتی مدرسوں میں طلباء
کو شہد کی مکھیاں پالنے کے متعلق عملی سبق دیا کرے۔ علاوہ ازیں
خواندہ زمیندار بہت قلیل سرمایہ سے اس فن کے تجربات شروع
کرسکتے ہیں۔ اور کامیابی میں ذرہ شک نہیں ہوسکتا ۔

اس وقت جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اس ملک میں
اس قدر شکر نیشکر سے پیدا نہیں ہوتی کہ اہل ملک کی ضروریات
کے لیئے مکتفی ہوسکے۔ یہی وجہ ہے کہ ممالک غیر سے کروڑوں
روپیہ کی ہر سال چقندر کی شکر یہاں آتی ہے۔ یہ دیکھنے میں
بہت سفید اور دانہ دار ہوتی ہے۔ مگر شیرینی اور حلاوت میں
یہ ہمارے نیشکر کی شکر سے بدرجہا کمتر ثابت ہوئی ہے۔ جن ترکیبوں
سے یہ طیار کی جاتی ہے۔ اگر انہیں مشرح بیان کیا جاوے تو ایک
جم غفیر مذہبی لحاظ سے اسے دیکھنا تک پسند نہ کرے۔ نیز نفاست
پسند اس سے یکلخت متنفر ہو جاویں۔ جن ملکوں سے یہ آتی
ہے وہاں کی سرکار اس کام کے کرنے والوں کی زر سے حوصلہ

افزائی کرتی ہے۔ یہ باعث ہے کہ یہ زیادہ ارزان فروخت کیجاسکتی ہے۔ اگر ہماری گورنمنٹ کاشت نیشکر اور ہمارے کارخانجات شکر اور اس کی تجارت کے تحفّظ کی بناء پر چقندر کی شکر پر کسیقدر کڑا محصول نہ لگا دیتی تو ممکن تھا کہ نیشکر کے کارخانہ جات کو اور زیادہ ضعف پہونچتا۔ کچھ عرصہ سے ہمارے بعض بڑے بڑے علاقوں میں نیشکر کی فصلیں مریض ہوتی جاتی ہیں۔ یہ ایک اور نقصان کا بڑا سبب ہے +

میں یہ تو بوثوق نہیں کہہ سکتا کہ شہد بہت جلد شکر کی کمی پوری کردیگا۔ مگر یہ اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ نفیس شہد کی افزونی موجب برکات ثابت ہوگی۔ ایک زمانہ جلد آسکتا ہے جبکہ یہ چقندر کی قابل اعتراض شکر کی جگہ سنبھال سکتا ہے۔ عمدہ شہد کی عذوبت کا چقندر کی شکر کیا مقابلہ کرسکتی ہے۔ اس میں کہاں وہ خوشبو اور شیرینی ہوسکتی ہے۔ جن علاقوں میں شہد بافراط اور ارزاں دستیاب ہوسکتا ہے۔ اُن میں اُسی کی شکر سے قسم قسم کی مٹھائیاں طیار کی جاتی ہیں اور اسی کو دودھ میں پیتے ہیں۔ غرض اس زراعتی ملک میں اس فن کی تکمیل ہر طرح سود مند ثابت ہو جاوے گی +

INDIAN GARDENING AND PLANTING CALCUTTA

انڈین پلینٹنگ اینڈ گارڈننگ۔کلکتہ

اگر آپ چاہتے ہیں کہ چمن بندی۔ زراعت اور نخلبندی وغیرہ کا ایک ہفتہ وار
انگریزی رسالہ مطالعہ کریں تو انڈین گارڈننگ اینڈ پلینٹنگ کلکتہ کو شوق سے خرید
کیجیے۔ یہ آپکو علاوہ پُرمنفعت معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچانے کے مشیر۔ فلاسفر اور
دوست تینوں کا کام دیگا۔ فی الحقیقت یہ ایک بیش بہا اور بےنظیر رسالہ ہے اور
تمام ہندوستان میں اپنے اغراض و مقاصد اور مضامین کے لحاظ سے فرد ہے۔ اِس
کے مالک اور اڈیٹر ایک شہرۂ آفاق اور فاضل شخص ہیں جنکا نام نامی مسٹر۔ ایچ۔
سنٹ جان جیکسن ہے۔ فرمنجر صاحب کی فن باغبانی کی مشہور کتاب کی اُنھوں
نے حال میں نظر ثانی کی ہے اور اُس میں بہت کچھ اضافہ فرمایا ہے +

انڈین پلینٹنگ اینڈ گارڈننگ۔کلکتہ

ہر جمعرات کو واٹرلو سٹریٹ۔ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ پیشگی
۱۴ روپیہ مقرر ہے۔ ششماہی ۹ روپیہ۔ سہ ماہی پانچ روپیہ۔ میعاد ادائیگی
چندہ پیشگی صرف دو ماہ ہے۔ ششماہی ایک ماہ اور سہ ماہی کے لیئے صرف دو
ہفتہ بعد ازاں بحساب مابعد محسوب ہوتا ہے۔ ایک عرصہ سے اِس میں دس بارہ
صفحہ چاء اور قہوہ کی کاشت اور تجارت اور مضامین زراعتی سے بھی لبریز ہوتے ہیں
بایں ہمہ قیمت میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ خریداری کی درخواستیں انگریزی میں منیجر صاحب
انڈین پلینٹنگ اینڈ گارڈننگ۔ کلکتہ کی خدمت میں ارسال کرنی چاہئیں +

THE HIMALAYA SEED STORES, MUSSOORIE

یہ کارخانہ تخم ۔ تمام اکناف ہند میں مشہور و معروف ہے۔ نہایت عمدہ قابل تعریف و قابل اعتماد تخم ۔ ہر قسم کی دیسی اور ولایتی ترکاریوں ۔ خوشبودار مصالحہ جات ۔ سلاد و انواع و اقسام کے پھولوں ۔ بلب ۔ بیلوں ۔ میوہ جات ۔ چارہ اور آرایشی گھاسوں اور سب قسم کے اناجوں وغیرہ کے باسانی دستیاب ہو سکتے ہیں +

خریداروں کی سہولیت کے لحاظ سے اس کارخانہ نے اعلےٰ درجہ کی ترکاریوں اور پھولوں کے چھوٹے اور بڑے پولندے طیار کئے ہیں ۔ ان میں قریب قریب سب قسم کی ترکاریوں اور نوع بنوع کے پھولوں کے بیج خوبصورتی اور احتیاط کے ساتھ بند کیئے گئے ہیں ۔ صرف مقدار میں بلحاظ قیمت کمی بیشی کی جاتی ہے ۔ ہر ایک صاحب بقدر ضرورت و باندازہ وسعت بلا غ طلب فرما سکتے ہیں +

ترکاریوں کے پولندے ۔ ۸صر ۔ ۸عہ ۔ ۸عـــ ۔ عـــه ۔ صه،

پھولوں کے پولندے عہ ۔ ۸ے ۔ للعہ ۔ صہ ۔ عہ،

ہر ایک ترکاری اور پھول کے کھلے بیج چار چار آنہ اور روپیہ روپیہ کے پولندوں میں بند کر کے روانہ کئے جا سکتے ہیں ۔ ملاحظہ فرمایئے فہرست تخم مع قیمت ۔

پانچ روپیہ سے زیادہ کی فرمائشوں پر کارخانہ محصول ڈاک کا خود متحمل ہوتا ہے مگر یہ رعایت وزنی بیجوں (مثلاً گھاس ۔ اناج ۔ مٹر ۔ اور لوبیے وغیرہ) کی صورت میں ملحوظ نہیں رکھی جاتی + خط و کتابت صرف انگریزی میں ہونی چاہیئے ۔

المشتہر ۔ مینیجر ہمالیہ سیڈ سٹورس ۔ منصوری ۔

زمانہ

شہر کانپور سے ہر مہینے میں ایک بار عمدہ اور دبیز ولایتی کاغذ پر شائع ہوتا ہے اس میں ملک کے منتخب ہونہار مضمون نگاروں کے لکھے ہوئے ملکی۔ علمی۔ اخلاقی وغیرہ ہر قسم کے نظم و نثر مضامین چھپتے ہیں مشہور تصانیف پر تقریریں لکھی جاتی ہیں۔ "علمی خبریں نوٹس اور تذکرے" کے عنوان سے مشہور مصنفوں کی تصنیف اور تالیف کے متعلق دلچسپ واقعات معلومات اُن کی تجویزیں اور ارادے درج ہوتے ہیں و تازہ تصانیف اور جدید زیر طبع کتب کا اعلان ہوتا ہے۔ ملک کے قابل قدر رسالوں کے خاص خاص مضامین پر ہر ماہ باقاعدہ ریویو لکھا جاتا ہے اور اس طرح سے ناظرین کو کم سے کم صرفِ زر و وقت میں اہل ملک کے خیالات و تحریرات سے مستفیض ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔

"منتخبات" میں اُردو کے علاوہ ہندی اور انگریزی وغیرہ رسالوں کے خاص خاص مضامین کا ترجمہ پیشکش کیا جاتا ہے۔ غرض ہر طرح سے اس کو ایک مفید ملک اور جامع میگزین بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ کسی خاص مذہب و قوم کا رسالہ نہیں اسواسطے اس کے مضامین عام دلچسپی اور فائدہ کے ہوتے ہیں۔ حجم مضامین اور کاغذ وغیرہ کے لحاظ سے اُردو میں یہ سب سے سستا رسالہ ہے۔ قیمت ملے ؍ سالانہ پیشگی۔ نمونہ کا پرچہ مفت

درخواستیں بنام مینجر "زمانہ۔ کانپور" آنی چاہئیں۔

اشتہار کارخانہ پھلوار ایجنسی شہر سہارنپور

یہ کارخانہ بنام پھلوار ایجنسی عرصہ چودہ سال سے شہر سہارنپور میں جاری ہے اس کارخانہ میں اشیاء مفصلہ ذیل عمدہ اور شرطیہ سستی فروخت کیجاتی ہیں۔ باغ یا غنچہ تیار کرنے کے لیئے ہر قسم کے میوہ دار حاشیہ باغ کے درختونکے پیوندی۔ تخمی۔ قلمی پودے اور سجاوٹ کی غرض کیلیئے دیسی اور ولایتی پھولوں کی پود اور موسمی پھولونکے ولایتی بیج اور ہر قسم اور ہر موسم کی ترکاریونکے تخم شرطیہ اور عمدہ تازہ۔ سہارنپور کے عمدہ اور نفیس قلم سے دو چند بڑھ جانیوالے چاول جنکی خوشبو سے دماغ تازہ۔ دل خوش ہو جاتا ہے۔ اور رنگہ۔ کوٹھیاں۔ کمرے۔ صحن چمن پائین باغکو خوشنما اور خوبصورت بنانا چاہیں پھول اور پتیوں دیسی اور ولایتی پودوں کے سجے سجائے گملے محفل مکانات کمروں کی آرایش کیلیئے۔ آرایشی مفید بانسرخ لکڑی کا کندہ کیا ہوا سامان میز۔ الماریاں۔ تصاویر کے چوکھٹے۔ دروازوں کی اوٹ (یا اسکرین) سنگار دان۔ قلمدان۔ صندوقچے جن کے نام اور قیمت کی فہرست کارخانہ ہذا سے معرفت سید شاہ علی مینجر کارخانہ کے صرف ۲ کا ٹکٹ آنے پر ارسال کیجاتی ہے۔ ہم نے عرصہ پانچ سال سے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ شائقین کی خدمت میں تازہ بتازہ میوہ جات ہر موسم کے جدا جدا جنکے نرخ بذریعہ تحریر کے معلوم ہوسکتے ہیں صرف ایک پوسٹکارڈ آنے پر ارسال کرتے ہیں۔

کارخانہ پھلوار ایجنسی سے سید شاہ علی مینجر کی اڈیٹری سے ایک ماہواری رسالہ مسمی بہ باغبان جسمیں باغبانی و زراعت کے فنوں میں بحث کیجاتی ہے مبلغ دو روپیہ پیشگی وصول ہونے پر سال بھر تک جاری رہتا ہے۔ کارخانہ پھلوار ایجنسی سہارنپور میں سید شاہ علی مینجر کی معرفت باغات کی مرمت اور جدید باغات کی تیاری کا ٹھیکہ اور درختوں کی بیماریوں کا علاج کیا اور دیا جاتا ہے۔ جسکی اجرت بذریعہ تحریر طے ہوسکتی ہے۔

المشتہر۔ سید شاہ علی مالک و مینجر کارخانہ پھلوار ایجنسی شہر سہارنپور

GREAT EASTERN HOTEL Co.
CALCUTTA

گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی لمیٹڈ۔ کلکتہ

یہ کارخانہ انگلستان کے مشہور و معروف سوداگران تخم میسرز سٹن اینڈ سنز کے کارخانہ کے پھولوں اور ترکاریوں وغیرہ کے بیج فروخت کرتا ہے +

مسرز سٹن اینڈ سنز نے بیجوں کی تجارت میں بڑا بھاری نام پیدا کیا ہے۔ اور اعلےٰ درجہ کے تخم بہم پہنچانے کی وجہ سے اُن کی شہرت دُنیا کے تمام حصّوں میں پھیل گئی ہے۔ بیجوں کی عمدگی کی بنا پر اس نامی گرامی کارخانے کے مالکوں کو فرمانروائے سلطنت انگلشیہ کی جانب سے ایک خاص شاہی سند عطا ہوئی ہے +

مندرجہ عنوان گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی کلکتہ صرف میسرز سٹن اینڈ سنز کے کارخانہ کے بیج فروخت کرتی ہے۔ ہر ایک پھول۔ ترکاری۔ اور مصالحہ کے بیج ایسی ڈبیوں میں بند کیئے جاتے ہیں کہ جن میں ہوا کا بالکل گذر نہ ہو سکے۔ محض اِس غرض سے کہ بیجوں کی اصلی طاقت اور قوّت نمو بدرجۂ غایت قایم رہے۔ حصول فہرست اور خریداری کی فرمایشیں انگریزی میں ذیل کے پتہ پر ارسال کرنی چاہئیں +

گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی لمیٹڈ۔ کلکتہ

عُروج

مصنفہٗ لالہ دیوی دیال صاحب

یہ ایک ایسا بیش بہا اور بے نظیر ناول ہے کہ اُردو کے علم ادب میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اِس میں مطلق حُسن و عشق کی داستان نہیں ہے اور نہ فرضی باتیں لکھی گئی ہیں۔ بلکہ روزمرہ کے واقعات سے وہ اخلاقی نتائج نکالے گئے ہیں کہ جن پر غور کرنے اور عامل ہونے سے اِنسان دُنیا میں کامیاب نیکنام۔ اور خرسند ہو سکتا ہے۔ تنگدستی میں ہنسی خوشی سے رہنا۔ کسی کا بیجا شکوہ و شکایت نہ کرنا۔ شکر کے ساتھ بسر اوقات — اور خدا پر بھروسہ رکھنا۔ ہر ایک کام کو دیانتداری شوق اور خوش اسلوبی سے کرنا۔ والدین کی دل و جان سے اطاعت و فرمانبرداری۔ تحصیل علم و ہُنر کا شایق رہنا۔ اپنی ذاتی کوشش و محنت اور بلند حوصلگی سے اپنے خاندان اور لواحقوں کو ادبار سے نکالکر عُروج پر پہنچانا۔ طرح طرح کی مشکلات کو توی ہمت دانشمندی اور تدبیر سے حل کرنا خود ضبطی و انکساری۔ سلامت روی و بردباری۔ فراخدلی و کفایت شعاری نیک نیتی و دُور اندیشی۔ راست بازی و مروّت۔ استقلال۔ اور اپنے آقا کی خیر خواہی اپنے ماتحتوں سے نیک سلوک اور عوام کو فائدہ پہنچانے کی خواہش وغیرہ اوصاف حمیدہ اس عمدگی سے ظاہر کئے گئے ہیں۔ کہ پڑھنے سے دل پر بہت اچھا اور دیرپا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۱۲؍

فرمائشیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں

جیون لال منیجر۔ امپیریل بک ڈپو۔ چاندنی چوک۔ دہلی

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے اسے امدادی و غیر امدادی مدارس کے لئے کتاب درسیہ قرار دیدیا ہے۔
[illegible]

کتب متعلقہ زراعت و چمن بندی مصنفہ لالہ دیو دیال صاحب

اگر آپ - اپنے ملک کی قدرتی - اصلی - لاانتہا اور ناقابل ختم دولت سے باخبر اور واقف ہونا چاہتے ہیں تو مندرجۂ ذیل کتب بغور ملاحظہ فرمایئے۔

اگر آپ - اپنے ملک کی زراعت یا فن چمن بندی کی اصلاح و ترقی کے خواہاں ہیں تو مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمایئے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آزادی کے ساتھ تھوڑی سی زمین - تھوڑے سے سرمایہ اور تھوڑی سی محنت سے معقول رقم پیدا کریں تو مندرجۂ ذیل کتب ملاحظہ فرمایئے

اگر آپ - طرح طرح کی خوش ذایقہ - توانائی دہ صحت افزا دیسی اور ولایتی سبز ترکاریوں اور خوشبودار مصالحہ جات کی کاشت قابل تعریف کرانا چاہتے ہیں یا اپنے مکان - باغیچہ - احاطہ - کوٹھی یا بنگلہ میں بیج کے استعمال کے لیئے یہ چیزیں پیدا کرانیکے شایق ہیں تو اس مطلب کی لاثانی کتاب "سبزی ترکاری" جو حال میں تیسری مرتبہ بعد اضافہ معقول طبع ہوئی ہے ملاحظہ فرمایئے۔ قیمت صرف ۸ر

اگر آپ - لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور نہ دل سے خواستگار ہیں کہ بچّوں کے مذاق ابتدا ہی سے نفیس ہوں - اُن کے دلوں میں صحت و سرور پیدا ہو اُن میں شروع سے قدرت کی خوبصورتیوں کے مشاہدے کی عادت جاگزین ہو جاوے - اُن کی عام معلومات وسیع ہوں - مستورات کے لیئے تفریح طبع کا عمدہ شغل اندرون خانہ مہیّا ہو سکے ہر پیر و جواں کو یاد حق دلانے والی شے ہر وقت موجود و پیش نظر رہے اور آپ کا مکان نمونہ بہشت ہو تو آپ بے نظیر کتاب "پھول" ملاحظہ فرمایئے - قیمت صرف عہ

اگر آپ - اپنے ملک کے دودھ دینے والے مویشیوں اور جانوران بارکشی و بار برداری کے بہبودی خواہ ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے زمیندار و کاشتکار چارہ کی قلت کے خوف سے آزاد ہو کر خوشحالی کا مُنہ دیکھیں اور اس مُلک میں ایک نئی اور کثیر المنافع تجارت رونق پذیر ہو تو آپ کتاب "گھاس چارہ" ملاحظہ فرمائیے + قیمت ۸ر (یہ تیسری مرتبہ بعد اضافہ بسیار طبع ہوئی ہے)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس مُلک میں صنعت و حرفت کے مختلف کارخانہ جات بآسانی جاری ہو سکیں - عمارت کے لیئے چوب درجہ اعلےٰ بکفایت و بافراط میسر آسکے - صدہا قسم کے درختوں سے بیشمار کارآمد - تجارتی و خوردنی اشیاء حاصل ہوتی رہیں - کردگار حقیقی کے لاتُتناہی فیض سے مستفیض ہوں نیرنگیٔ قُدرت کا تماشہ دیکھیں اور محظوظ ہوں تو کتاب "درخت" ملاحظہ فرمائیے + قیمت عہ۸ر

گورنمنٹ عالیہ ہند - گورنمنٹ پنجاب - گورنمنٹ ممالک متحدہ - سررشتہ تعلیم - محکمہ جات زراعت وانہار - ڈسٹرکٹ بورڈ - حکام ضلع - ریاست ہائے دیسی - امراء وزراء رؤساء عظام اور عوام الناس نے اِن کتابوں کی خاص قدردانی فرمائی ہے - اس مُلک کے قریب قریب تمام سرکاری باغات کے مہتموں اور فن زراعت و چمن بندی کے ماہروں نے اِن کتابوں کی کمال تعریف فرمائی ہے شمالی ہند کے قریب قریب تمام نامی گرامی انگریزی اور اُردو اخبارات و رسالہ جات نے اِن کتابوں کی انتہا درجہ داد دی ہے جناب سکریٹری صاحب انجمن ترقی اُردو حیدرآباد دکن نے اِن کتابوں کی ترقی اشاعت میں خاص امداد کا وعدہ فرمایا ہے - جناب مسٹر بل صاحب بہادر - ایم اے - سی - آئی - ای - ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کی خاص سفارش پر ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بالقابہ صوبہ پنجاب نے مصنف کو اِن تصانیف کے صلہ میں ازراہ خوشنودی مزاج مبلغ دو سو روپیہ نقد بطور اعزازی عطیہ عطا فرمائے ہیں - اِن جملہ کتب کی خریداری کی فرمائشیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں -

جیون لال مینیجر امپیریل بک ڈپو - دہلی

اشتہار کتب

تسہیل الترجمہ ہر دو حصے — فی حصہ ۳ر
نمونے کے سبق — ۵ر
مخزن المحاورات — ۴ر

(۱) تسہیل الترجمہ حصۂ اول۔ یہ کتاب بہت دفعہ شائع ہو چکی ہے۔ ابھی ماہ نومبر میں طبع ہوئی تھی۔ مگر بہت جلد فروخت ہو گئی اور پھر نوبت چھپنے کی آئی۔ اس دفعہ نہایت صحت اور احتیاط کے ساتھ چھپوایا گیا ہے۔ اُمید ہے ناظرین بہت مستفید ہونگے۔ قیمت بدستور سابق رکھی گئی ہے۔ اسکا دوسرا حصہ بھی کئی دفعہ چھپ چکا ہے۔ جسکو شائقین نے بڑی قدر کے ساتھ پسند کیا۔ قیمت ۳ر

(۲) تسہیل الترجمہ حصہ دوم۔ نہایت عمدہ کاغذ پر حسب نمونہ ضمیمہ آخری حصۂ اول طبع ہوا ہے۔ طلبائے مڈل و انٹرنس کے لیئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۳ر

(۳) نمونے کے سبق۔ یہ کتاب طرز تعلیم کے لیئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اس مرتبہ اس میں چند ضروری ہدایات اور زیادہ کی گئی ہیں۔ شروع میں سبق کی تیاری۔ جماعت کی نگرانی استعمال بورڈ وغیرہ کی بابت۔ اور ہر مضمون کے پڑھانے کے واسطے مفید ہدایات درج ہیں اور بعد میں ہر مضمون پر چند سبق درج کیئے گئے ہیں۔ جن سے پڑھانے کا ڈھنگ اور ترتیب واضح ہوتی ہے۔ یہ کتاب مدرسوں اور نیز اُمیدواران امتحان مدرسی کے لیئے نہایت مفید ہے کئی مفید باتیں مثلاً بورڈ کا استعمال۔ جماعت کی نگرانی وغیرہ اس میں زیادہ کی گئی ہیں۔ قیمت ۵ر

(۴) مخزن المحاورات۔ اس میں محاورے اور ضرب الامثال اُردو انگریزی و فارسی کے مطابق کرکے لکھے گئے ہیں۔ مثلاً بے لاگ بے باک۔ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

A clear conscience Feure ro accusatim.

المشتہر

جیون لال مینیجر امپیریل بک ڈپو دہلی

حفظان صحت
اپنی اور اپنے گھر کی

مصنفہ ای۔ ایم۔ ہنڈلے صاحبہ پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی کے لئے مترجمان سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کیا گیا یہ کتاب ہر شخص کو اپنے پاس رکھنی چاہئیے۔ اس کتاب میں حفظ صحت کے عام اصول دفاع ... اور طریقے مشرح درج ہیں۔ اس مضمون پر ایسی مستند کتاب آجتک نہیں چھپی۔ اگر اس کتاب کو مور صاحب کی فیملی ڈیسن کے طرز پر لکھا ہوا کہا جاوے تو بہت درست ہے۔ کیونکہ علاوہ تندرستی کے عام اصولوں کے بیماریوں اور انکے علاج کا بھی ذکر ہے مزید تعریف فضول ہے جو صاحب ملاحظہ فرماوینگے خود منتقل سمجھتے ہیں۔ حجم کتاب کا ۳۵۳ صفحے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸/

اشتہار کتب

بموجب سرکلر نمبر ۲۵ بی۔ و سیریل نمبر ۱۵۷ بی۔ از پیشگاہ جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر محکمہ تعلیم پنجاب یونیورسٹی۔ عام اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتب جنکو ٹکسٹ بک کمیٹی لاہور نے منظور فرماکر سفارش فرمائی ہے طلباء مدارس پرائمری کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ لہذا التماس ہی کہ مدرسان مدارس پرائمری انکی خریداری واجرائے کی طرف توجہ مبذول فرماکر مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
آبحیات	۱۲/	سوانح عمری حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ مسٹر سالم تبا صاحب	۱/	پھول مصنفہ لالہ دیوی دیال	۸/	فلسفہ التعلیم	۱۲/
اردو کے معلے	۱/			سبزی ترکاری	″	حیات سعدی	۸/
مرات العروس	۸/	باغبانی کا رسالہ رکہنا	۱۲/	درخت	″	کلیات الطاف حسین حالی	۱/
بنات النعش	۷/	رسالہ گنہ ... لالہ رام چندر گپتا	۱۰/	گھاس چارہ	″	مصباح القواعد	۸/
توبۃ النصوح	۷/	دودھ دہی مکھن	۶/	دربار اکبری	۸/	سفرنامہ حکیم برنیر	۵/
نیرنگ خیال	۵/	حفظان صحت اپنی اور اپنے گھر کی	۸/	گلزار نونہال		سفرنامہ ابن بطوطہ	۱۲/
رسوم ہند	۱۰/	ارض النجوم اردو	۱۲/	الفوار ناریجہ		فسانہ ...	
مخزن المحاورات	۵/	خروج مصنفہ لالہ دیوی دیال	۱۲/	علم التعلیم	۸/		